WWW.PAKSOCIETY.COM

سمیرا حمید

سادو

امرحہ کی پیدائش کے وقت اتفاقی طور پر رونما ہونے والے چند ناگوار اور نقصان دہ واقعات کے سبب وہ اپنے خاندان میں ”منحوس“ مشہور ہو جاتی ہے۔ اس کے بابا، اماں، دادی اور تینوں بہن بھائی دانیہ، حماد اور علی اسے اکثر جنم جلی، منحوس، کالی نظر اور کالی زبان کہتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی منگنی بھی ان ہی افواہوں کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اپنی نحوست کے صبح شام قصے سن کر امرحہ خود ترسی کا شکار ہو کر روتی رہتی ہے۔

پورے گھر میں صرف دادا ہی اس کی دل جوئی کرتے ہیں اور گھر والوں کی باتوں کو لغو قرار دیتے ہوئے امرحہ کو بھی ان پر کان دھرنے سے منع کرتے ہیں۔ امرحہ کی اپنے دادا سے خوب بنتی ہے۔ وہ سارا دن ان کے ساتھ پنجاب لائبریری میں گزارتی ہے۔ جہاں وہ لائبریرین تھے دادا اسے سمجھاتے ہیں کہ تم پڑھائی پر دھیان دو اور اسکالر شپ لے کر باہر ملک چلی جاؤ۔ امرحہ اپنے باقی بہن بھائیوں کی طرح پڑھائی میں کمزور ہے مگر دادا کی بات پر وہ ٹاپ کرنے کے لیے جدوجہد شروع کر دیتی ہے مگر پھر بھی بہت اچھے نمبر حاصل نہیں کر پاتی۔ اسی دوران اس کی شادی کا سلسلہ چلتا ہے مگر پندرہ روز قبل دولہا کی جوان بہن کے بیوہ ہو جانے پر اس کی شادی رہ جاتی ہے اور اس کی نحوست پر ٹھپہ لگ جاتا ہے۔ امرحہ دل برداشتہ ہو کر نیند کی گولیاں کھا کر خودکشی کی کوشش کرتی ہے تاہم بچ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے بعد امرحہ کی زندگی مزید تلخ ہو جاتی ہے۔ وہ مختلف بیرون ملک کالج و یونیورسٹیوں کے ہزاروں آن لائن اسکالر شپ فارم بھرتی ہے مگر ہر جگہ سے انکار ہوتا رہتا ہے۔ بالآخر مانچسٹر یونیورسٹی سے اسے اسکالر شپ مل جاتا ہے جو اس یونیورسٹی کی طلبا سوسائٹی اپنے ذاتی فنڈ سے دیتی ہے جس کی رو سے امرحہ کو تیس فیصد ادا کرنا ہوتا ہے باقی ستر فیصد کی ادائی ان کی طرف سے ہوگی۔ اس کے علاوہ دو دن کی میزبانی کے۔

مکمل ناول

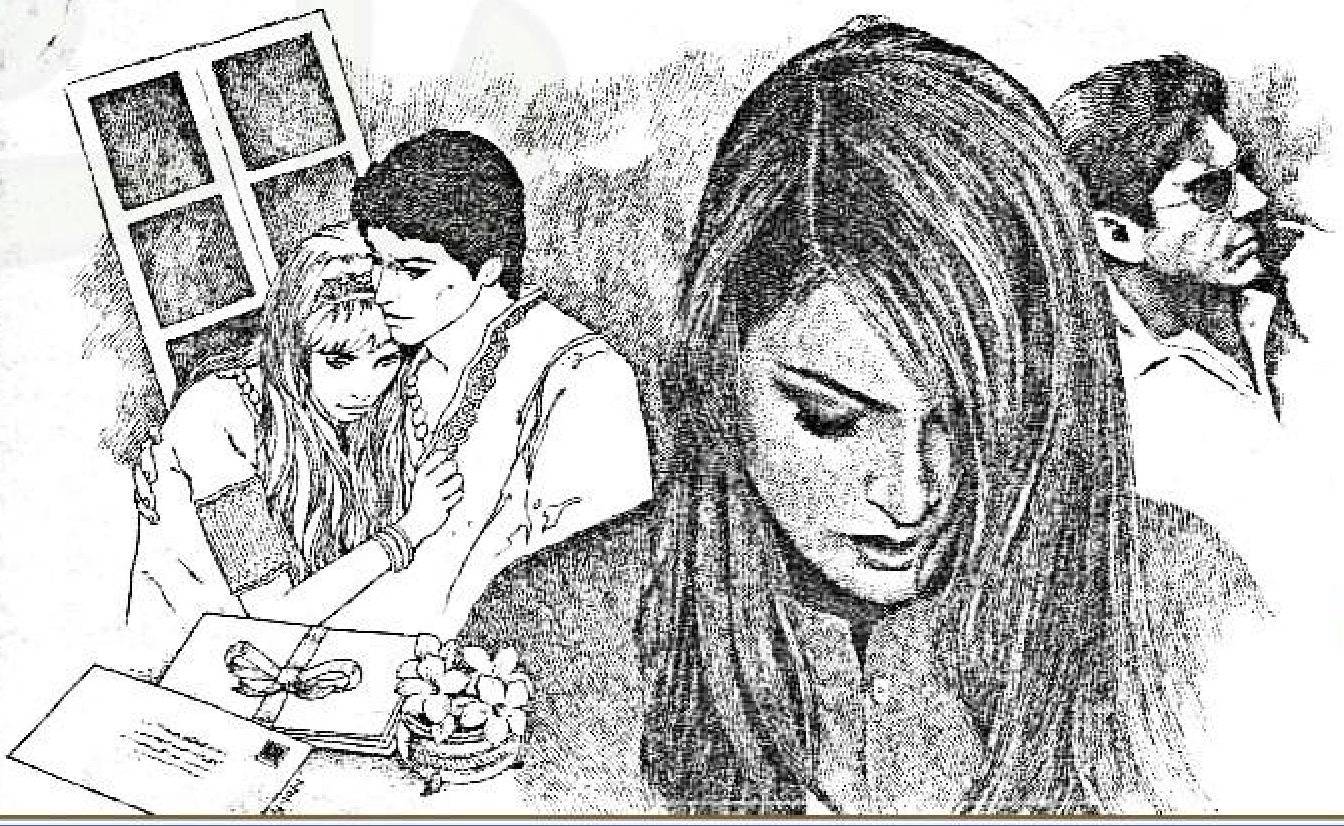

www.paksociety.com
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بعد امرحہ کو اپنی رہائش اور اخراجات کا خود بندوبست کرنا ہوگا۔ یہ سب باتیں اسے برطانیہ پہنچنے کے بعد دائم بتاتا ہے۔ دادا جی امرحہ کے لیے پیسے اکٹھے کرکے اسے برطانیہ بھجوا دیتے ہیں۔ باقی اسے خود اپنے بل بوتے پر کرنا ہوگا۔ عذرا' شرلی بیٹی لو اور للی کول سے اس کی ابتدائی ملاقات ہوتی ہے۔

امرحہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک کافی شاپ میں جاب کرنے لگتی ہے اور لیڈی مہر کے گھر اس کی رہائش کا بندوبست بھی ہوجاتا ہے۔ لیڈی مہر بے اولاد خاتون ہیں۔ انہوں نے شٹل کاک نامی اپنے ہاسٹل نما گھر میں مختلف بچوں کو اولاد کی طرح رکھا ہے۔ ان ہی میں ایک عالیان مارگریٹ ہوتا ہے۔ وہیں سادھنا' ویرا اور این اون سے اس کی دوستی ہوجاتی ہے۔ جاب کے دوران وہ ڈیرک کے ساتھ مل کر ڈاکومنٹری فلم بنانے لگتی ہے۔

اسی دوران امرحہ کے بابا جن کی اعظم مارکیٹ میں قالین کی دکان ہوتی ہے' آگ لگ جاتی ہے جس سے ان کا بیس پچیس لاکھ کا نقصان ہوجاتا ہے۔ انہیں اٹیک ہوجاتا ہے۔ امرحہ انہیں تسلی دیتی ہے اور ڈاکومنٹری فلم سے ملنے والے پیسے ان کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروادیتی ہے۔ اس کے علاوہ لیڈی مہر بھی اسے ایک چیک دیتی ہیں۔ امرحہ وہ رقم بھی پاکستان بھجوادیتی ہے۔ امرحہ کے والد بہت خوش ہوتے ہیں۔ امرحہ کمرے کی کھڑکی میں کھڑی ہوتی ہے جب عالیان مارگریٹ کسی اسپائیڈر مین کی طرح اس کی کھڑکی میں جھانکتا ہے۔ امرحہ کی چیخ نکل جاتی ہے۔

عالیان بتاتا ہے' یہ اس کا گھر ہے' وہ اس کے کمرے کی کھڑکی سے کود کر باہر نکل گیا' تھوڑی دیر بعد گھر میں آوازیں گونجنے لگیں تو سادھنا نے بتایا کہ لیڈی مہر کا بیٹا آیا ہے۔ وہ لیڈی مہر کے کمرے میں گئی تو دیکھا کہ وہ لیڈی مہر کے بیڈ پر بیٹھا انہیں کیک کھلا رہا تھا۔ اسے یاد آیا کہ لیڈی مہر نے ایک بار بتایا تھا کہ ان کا بیٹا بھی اس کی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے اور بہت قابل ہے۔

امرحہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کا نام عالیان تھا اور اس کی ماں کا نام مارگریٹ۔ اسے عجیب سا لگا' ناجائز؟

دوسرے دن لیڈی مہر کی سالگرہ تھی' جو ان کے بچوں نے بڑے اہتمام سے منائی۔ انہوں نے امرحہ کو عالیان کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے اسے ایک ادارے سے لیا تھا اور بڑی تن دہی سے اس کی تربیت کی ہے۔ امرحہ کو افسوس ہوا کہ اس کی اماں نے کبھی بیٹوں کی تربیت پر توجہ نہیں دی تھی۔

ویرا کا ساتھ امرحہ کو احساس دلا رہا تھا کہ عورت بھی بہادر ہوسکتی ہے۔ عالیان کی توجہ نے امرحہ کو ایک عجیب احساس سے دوچار کردیا' وہ لاشعوری طور پر عالیان سے متاثر ہورہی تھی۔

ہارٹ راک میں امرحہ اور ویرا کی باتیں ریکارڈ کرکے چلانے پر امرحہ ویرا سے ناراض ہوجاتی ہے۔ امرحہ کو شدت سے احساس ہوتا ہے کہ عالیان کے بارے میں یہ سب کہہ کر اس نے اچھا نہیں کیا۔ ہارٹ راک کیفے کے باہر امرحہ' عالیان کا انتظار کرتی ہے' مگر وہ اس سے صحیح سے بات نہیں کرتا۔ رات کو عالیان ویرا کو شٹل کاک چھوڑ کر جاتا ہے امرحہ کو یہ بات بری لگتی ہے کہ عالیان اپنی سائیکل پہ ویرا کو چھوڑنے آیا۔ ویرا امرحہ کو بتاتی ہے کہ وہ گر گئی تھی۔ اس کے پیر پر چوٹ آئی تھی اس لیے عالیان اسے گھر تک چھوڑنے آیا تھا۔

امرحہ ہمت کرکے عالیان سے ملنے دوبارہ جاتی ہے۔ وہ اسے ٹوئیٹ میں چاکلیٹ دیتی ہے۔ عالیان حیران ہوتا ہے' مگر پھر اس کی ٹوئیٹ لینے سے انکار کردیتا ہے۔ اس پر امرحہ کہتی ہے کہ اگر تم ٹوئیٹ دو تو میں ابھی بھی تیار ہے۔ عالیان لاجواب ہوجاتا ہے۔

۵
پانچویں قسط

اسے اس کے پیچھے جانے کی کوئی حاجت نہیں رہی تھی نہ وہ یہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس آیا کرے۔
اسے خود کو اس سے دور ہی رکھنا تھا وہ خود کو دور ہی لے گیا تھا لیکن۔۔۔

رات بھر جاگنے کے بعد وہ منہ اندھیرے ہال سے نکل گیا تھا۔ گھٹن کا یہ عالم تھا کہ اسے لگتا تھا زمین و آسمان آپس میں مل رہے ہیں اور وہ ان دونوں کے درمیان دب کر مر جائے گا۔۔۔ پہلے وہ ہال کے باغ میں آیا اس نے اپنا سانس بحال کرنا چاہا' لیکن ایسا نہ کرسکا اور اسے تیز تیز سڑک پر بھاگنا پڑا۔۔۔ ہر چیز اسے خوف زدہ کررہی تھی اس کا دم گھوٹ رہی تھی۔ وہ بھاگتا رہا' بھاگتا رہا اور شہر کے اندر ہو کر بھی شہر سے دور نکل گیا۔

اگر وہ کسی سے بھاگ رہا تھا تو وہ کسی اس کے اندر تھا اور اس کسی کو وہ اپنے ساتھ لیے بھاگ رہا تھا۔۔۔ وہ کسی ایک مارگریٹ تھی ایک ولید البشر۔۔۔ ایک سسکیاں بھرتا ہوا' ایک دھتکارتا ہوا' دو لوگوں سے سجا میدان حشر تھا اور ہر طرف خون ہی خون تھا۔۔۔ مارگریٹ کی معصومیت کا۔۔۔ شدت کا۔۔۔ عقیدت کا' محبت کا۔

آخری چیز کوڑیوں کے مقابل دوسرے پلڑے میں رکھی گئی تھی اور بے وزن رہی تھی۔ اس وقت اسے اپنی ذات سمیت دنیا کے کسی عجوبے سے کوئی دلچسپی نہ رہی۔۔۔ اسے کسی عروج' کسی کامیابی' کسی زندگی کی چاہ نہ رہی' اپنی ذات کی حکمرانی میں اس نے ایک غلام کی حیثیت اختیار کرلی۔ نئے جہانوں کی دریافت کے خواب پست ہوئے۔۔۔ یہ خیال ہی اسے دیوانگی لگا کہ اب وہ پہلے کی طرح ٹھیک ٹھیک زندہ رہ سکے گا۔۔۔ اس پر ہر خیال گراں گزرا سوائے موت کے خیال سے۔۔۔ اس پر وارد ہونے والی چیزوں میں آگے بھی موت رہی اور پیچھے بھی۔۔۔ اول بھی آخر بھی۔۔۔ ضروری بھی اور اشد بھی۔۔۔

وہی سب اس کے ساتھ ہونے لگا جو مارگریٹ کے ساتھ ہوا تھا' اپنے بیٹے سے بے تحاشا محبت کے باوجود وہ اس کے لیے زندہ نہ رہ سکی اور ولید البشر سے نفرت کے باوجود وہ اس کے لیے مرگئی۔

اس میں قصور مارگریٹ کا نہیں تھا۔۔۔ اس میں قصور اس درِ فنا کا تھا جو محبت کی مٹھی میں بند ملتا ہے۔ ایک ہی رات میں یہ درِ فنا اس کے وجود کی سیپی میں آن براجمان ہوا اور وہ اس کیفیت میں آگیا جس میں پل سے چھلانگ لگادی جاتی ہے' کنپٹی پر پستول رکھ لی جاتی ہے اور ٹریگر دبانے میں تامل نہیں کیا جاتا۔۔۔ یا سر کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ کر در و دیوار سے ٹکریں ماری جاتی ہیں۔۔۔ اور دل کے مقام پر مکے مارے جاتے ہیں۔

یہ نقطہ فنا ہوتا ہے۔۔۔ بس مٹ جانے کی خواہش اس کا آغاز ہوتا ہے۔

اس نے پل سے چھلانگ لگائی نہ ٹریگر دبا سکا بس آب فنا پیے دیوانوں کی طرح شہر بدلتے' معلق گھومتے' چلتے' عالیان مارگریٹ کو فنا کرتا رہا۔

وہ قبرستان مارگریٹ کے پاس بھی گیا تھا' وہ وہاں مارگریٹ کے مرنے کے بعد پہلی بار خود چل کر گیا تھا۔ کڈز سینٹر میں قبرستان جانے کا انتظام کیا جاتا تھا' لیکن وہ سختی سے انکار کردیا کرتا تھا' اسے اس مارگریٹ کے پاس نہیں جانا تھا جو اب تابوت میں تھی۔ کیا تھا اگر وہ اس ایک کمرے کے گھر کے تابوت میں خود کو زندہ مردہ رکھنے پر قدرت رکھ لیتی۔ اب وہ اس کے پاس آیا تھا تو اس کے ہاتھ میں پھول نہیں تھے لیکن آنکھوں میں آنسو بہت تھے۔

مارگریٹ کی قبر کو ہتھیلی سے مسلتے اس کے اپنے اندر سے کچے گوشت کے دھیمی آنچ پر جلنے کی بساند آنے لگی۔۔۔ اس نے خود کو سونگھا۔۔۔ پاگلوں کی طرح سونگھا۔۔۔ وہ تو مارگریٹ بن رہا تھا۔۔۔ اسے خوف آیا۔۔۔ خوف سے وہ وہاں سے بھاگا۔

اسے مارگریٹ تو نہیں بننا تھا جبکہ وہ مارگریٹ ہی بن رہا تھا یعنی وہ مارگریٹ سے ملنے نہیں اس کے تابوت میں جگہ لینے گیا تھا۔

وہ مانچسٹر سے دور ہوگیا۔۔۔ اس نے زمین کی حدوں سے نکل جانا چاہا۔۔۔ وہ بے سمت سفر کرتا رہا۔۔۔ وہ ایک ہی ٹرین میں ایک ہی نشست پر دن بھر' رات بھر بیٹھا رہتا۔۔۔ وہ کسی بھی ایک شہر کی ایک ہی سڑک پر کروڑوں بار چکراتا رہتا۔

چابی کے گڈے کی طرح۔۔۔ چلتا تو چلتا ہی رہتا رکنا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

فراموش کردیتا، بیٹھتا تو صدیاں گزار دیتا۔۔۔ وہ فیصلے کی کیفیت میں تھا نا نتیجے کی۔۔۔ وہ آر تھا نا پار۔۔۔ بس وہ گم ہو چکا اور خود کو ڈھونڈنے کی رتی برابر کوشش نہ کرتا ہوا عالیان تھا۔ جیسے اس پر سب آشکار ہو چکا تھا اور وہ سب سے انجان بھی تھا۔

"دیکھو، میں کود جاؤں گی ولید۔۔۔ ہاں میں کود ہی جاؤں گی۔۔۔ آ کر مجھے روک لو۔۔۔ لو میں کود رہی ہوں۔۔۔ آ ولید آجاؤ۔۔۔"

آخری سفر سے پہلے آخری جملوں میں سے ایک یہ جملہ بھی تھا۔ وہ سہم کر مارگریٹ سے لپٹ جاتا کہ وہ اٹھ کر بھاگ نہ جائے اور کود نہ جائے۔۔۔

اور وہ زندگی کے اس طرف کود ہی گئی۔

اور زندگی کے اس طرف اس کا بیٹا بیٹھا تھا۔۔۔ لندن برج پہ۔۔۔

مارگریٹ کو لندن برج پسند تھا ان دونوں کی آخری تصویر وہیں لی گئی تھی۔ کود جانے کا خیال اس کے ذہن میں بھاگ دوڑ رہا تھا۔۔۔ وہ ایک بینچ پر بیٹھا تھا۔

"تم یہاں بیٹھو میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔"

ایک افریقی عورت کی مشقت زدہ اور تھکی ہوئی آواز آئی وہ ایک آٹھ سالہ بچے کو اس کے پاس بٹھا کر خود چلی گئی بچہ لاغر اور بیمار سا تھا، ماں کو دور جاتے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے اپنے قریب رکھے تھیلے کو کھولا اور اس میں سے کسی قدر عقیدت سے تین گھوڑوں کا گول گول گھومنے والا کھلونا نکالا۔

کھلونا کافی خستہ حال اور ٹوٹا پھوٹا سا تھا۔ بچے نے انگلی کو ایک گھوڑے کی اگلی ٹانگوں میں پھنسا کر اسے گول گھما دیا۔ تینوں گھوڑے آگے پیچھے بھاگنے لگے اور گھوڑوں کے ٹاپوں اور ہنہنانے کی آوازیں کھلونے میں سے نکلنے لگیں۔

بچہ ایسے مسکرانے لگا جیسے کسی ایک گھوڑے پر وہ خود سوار ہو۔۔۔ سب سے آگے والے پر۔۔۔ گھوڑوں کے ساتھ اس کی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ بچے کے ننھے سے قہقہے نے عالیان کو متوجہ کیا پھر اس کی جاندار مسکراہٹ نے۔۔۔ بچہ ساری دنیا سے بے نیاز گھوڑوں کو دوڑا رہا تھا۔

"تم انہیں دوڑانا چاہتے ہو؟" بچے نے اجنبی کی نظریں خود پر محسوس کر کے اسے اپنا خزانہ استعمال کر لینے کی اجازت دینی چاہی۔

"یہ دیکھو، یہ ایسے چلتا ہے۔" اس نے گھوڑے کی اگلی ٹانگوں کو پکڑ کر گھمایا۔

"اور سنو ان کی آوازیں کتنی پیاری ہیں۔۔۔ میں نے کبھی اتنی پیاری آوازیں نہیں سنیں تم نے بھی نہیں سنی ہوں گی۔" کھلونا اس نے عالیان کے کان کے قریب کیا اور یہ سب کرتے وہ ایسے پرجوش سا تھا کہ ایک اجنبی اس کے کھلونے سے متاثر ہو چکا ہے۔

عالیان نے بچے کو ایسے دیکھا کہ وہ ان دنوں ہر چہرے کو دیکھ رہا تھا کہ یہ سب کیوں زندہ ہیں۔۔۔ کیا انہیں نہیں مرنا۔

اسی پل اس کے اندر کسی قوت نے اسے اکسایا کہ وہ بچے سے مکالمہ کرے اور پھر اس مکالمے پر وہ خود کو آر یا پار کرے۔۔۔ یہ قوت اتنی شدت سے اس کے اندر جاگی کہ اتنے دنوں سے ایک لفظ بھی منہ سے نکلنے کی زحمت نہ کرتے عالیان نے خود کو بولتے پایا۔ اس نے بچے کے ہاتھ سے کھلونا لے لیا۔

"یہ تو ٹوٹا ہوا ہے۔" اس نے قدرے سفاکی سے کہا۔

بچے کا بیمار چہرہ پھیکا سا پڑا اور اسے اپنی پیاری چیز کے لیے ایسے کلمات پر صدمہ پہنچا۔

"نہیں! یہ بالکل ٹھیک ہے۔" اس نے اس انداز میں کہا کہ دنیا کا کوئی انسان اسے جھٹلا نہیں سکتا تھا۔

"دیکھو، اس گھوڑے کی دم نہیں ہے۔۔۔ اس والے کا سر نہیں ہے۔۔۔ اور اس گھڑسوار کا بازو ٹوٹا ہوا ہے۔۔۔"

اس بات سے اسے اور صدمہ ملا لیکن اس نے ایسا انداز اپنا لیا کہ وہ اس بات کے خلاف بھی ڈٹ کر دکھا سکتا ہے۔

"اس سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ یہ گھوڑے پھر بھی دوڑتے ہیں۔" اس نے اس انداز میں ہنس کر کہا جیسے عالیان پاگل ہو۔

عالیان پاگل ہی تھا۔۔۔ وہ بچے کی بات پر سن ہو گیا۔

"اس سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ یہ گھوڑے پھر بھی دوڑتے ہیں۔" یہ گونج اس کے کانوں کے پردوں سے کہیں اندر آ گئی۔۔۔ بہت دور تک۔۔۔

بچے نے جو فلسفہ اپنا رکھا تھا۔ وہ فلسفیوں کے بس کی بات نہ تھی۔

"اگر ان سب گھوڑوں کی ٹانگیں ٹوٹ جائیں۔۔۔ سر بھی۔۔۔ اور سب گھڑسوار مر جائیں تو۔۔۔ تو؟" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"یہ پھر بھی دوڑیں گے، میں انہیں دوڑا لوں گا اور گھڑسواروں کو میں مرنے نہیں دوں گا۔۔۔" بچے نے انقلاب برپا کر دینے والے انقلابی کے سے انداز میں ہاتھ کی مٹھی کو ہوا میں لہرا کر کہا۔

"یہ دیکھو۔" اس نے ایک گھڑسوار پر انگلی رکھی۔

"یہ ٹوٹ کر گر چکا تھا۔۔۔ تمہاری زبان میں یہ مر چکا تھا۔۔۔ میں نے اسے گھوڑے کی پیٹھ پر رکھ کر باندھ دیا۔۔۔ تم غور کرو گے تو بھی تمہیں وہ باریک مضبوط دھاگہ دکھائی نہیں دے گا جس سے میں نے اس گھڑسوار کو باندھا ہے۔۔۔ کرو غور ڈھونڈو وہ دھاگہ۔۔۔"

عالیان نے غور کیا وہ دھاگے کو ڈھونڈ نہ سکا۔ بچہ اس معاملے میں اپنے فن کی بلندیوں پر رہا تھا۔

"میں نے کہا ناں میں گھڑسواروں کو مرنے نہیں دوں گا۔۔۔ میں انہیں زندہ رکھنا جانتا ہوں۔ یہ گھوڑے کی پیٹھ پر ہمیشہ موجود رہیں گے۔" بچے نے آخری معرکہ بھی سر کرنے لینے والے سپہ سالار کی آواز کی کھنک کی طرح کھنک کر کہا۔

"میں نے کہا نا میں گھڑسواروں کو مرنے نہیں دوں گا، میں انہیں زندہ رکھنا جانتا ہوں۔" یہ فقرہ عالیان کے اندر آسمان پر نکلنے والی دھنک کی طرح پھیل گیا۔

"اور اس کی چابی۔۔۔ یہ بھی ٹوٹی ہوئی ہے۔۔۔" اس کے اندر چھپ کر بیٹھے پرانے عالیان نے دعا کی کہ کاش بچہ اسے لاجواب کر دے۔

بچے نے فاتح کی سرشار ہوتی مسکراہٹ کو اپنے ہونٹوں پر سجا لیا۔

"اس کی چابی ہے میرے پاس۔۔۔ جو کبھی نہیں ٹوٹے گی۔۔۔ یہ دیکھو۔" اس نے وہ انگلی جو وہ گھوڑے کی ٹانگوں میں اڑس کر انہیں دوڑا تا رہا تھا اٹھائی۔

"یہ ہے اس کی چابی۔۔۔ میں ہوں اس کھلونے کی چابی۔" کہہ کر اس نے گھوڑوں کو اس عظیم چابی کے ذریعے پھر سے دوڑایا اور مایوسی کے میدان میں امید کے گھڑسوار دوڑنے لگے۔۔۔ اس نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔

سیپی نے منہ کھولا اور در فنا کو اگل دیا۔۔۔ کیونکہ انسان پر یہ جائز نہیں کہ اپنے اندر وہ اسے جگہ دے۔۔۔ اس آب فنا کا چشمہ اس پر حرام کیا گیا ہے۔۔۔ حرام تر۔۔۔ ایک بچہ بھی جانتا ہے ٹوٹے ہوئے کھلونے کو کیسے چلایا جائے گا۔۔۔

"میں ہوں اس کی چابی۔" گھڑسوار مقابلے کے جوش سے للکار اٹھے، گھوڑوں کی ٹاپوں نے دلدلی جنگلوں کو بھی پچھاڑ ڈالا۔۔۔ ان پر انسان سوار تھے۔۔۔ وہ انسان جو بزدلی اور کم ہمتی کے سمندروں کو بھی پاٹ جاتے ہیں۔

"گھوڑے کو گرنے نہ دو۔۔۔ گھوڑ سوار کو مرنے نہ دو۔" اقوال یاد کر کے زندگی گزارنے کی کوشش کرتی مارگریٹ کو کاش کوئی یہ فلسفہ سکھا دیتا۔۔۔ اور اب وہ زندہ ہوتی اور اس کا بیٹا پل کے دہانے نہ بیٹھا ہوتا۔

"جو انسان روتا ہے وہ آسمانی فرشتوں کو رنجیدہ کر دیتا ہے۔"

"فرشتے کیوں رنجیدہ ہوتے ہیں ماما؟"

"انسان کو رونے کے لیے نہیں بنایا گیا۔۔۔ اس پر اشرف ہونے کا تاج سجایا گیا ہے اس تاج کو سجا کر انسان روئے گا تو رنجیدہ ہی کرے گا نا۔۔۔ انہوں نے انسان کی تخلیق دیکھی ہے اور وہ یہ کیسے فراموش کر سکتے ہیں کہ انسان کو وہ علم و حکمت عطا کی گئی جو انہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں دی گئی۔ اگر انسان وہ منظر دیکھ لے جب کائنات کا رب اس کی تخلیق کا فیصلہ کرتا ہے اور نطفے میں جان ڈالتا ہے اور اسے پروان چڑھاتا ہے اور لوح پر اس کا نام لکھا جاتا ہے اور فرشتوں کو اس بندے کے لیے ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں تو انسان صرف اور صرف اپنے مقصد حیات کے لیے جدوجہد کرے۔۔۔ وہ دکھ پر صبر کرے، نعمت پر شکر کرے۔۔۔ وہ زندگی کو با مقصد بنانے کو بندگی جانے۔۔۔ رتبوں میں سب سے پہلا رتبہ تخلیق میں لائے جانے کا ہوتا ہے اور ہر تخلیق پا جانے والے کو اس رتبے پر فخر و شکر کرنا چاہیے۔"

ماما مہر نے اسے اپنی گود میں بٹھا کر کہا تھا۔ اسے یہ یاد تھا۔۔۔ اسے وہ بھول گیا تھا تو ہی اس حالت میں یہاں بیٹھا تھا۔

"زندگی میں جو جذبہ آپ کو برباد کرنے لگے اس جذبے سے دور ہو جائیں۔۔۔ کیونکہ انسان کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اس کی تخلیق کا فیصلہ خدا نے کیا ہے۔۔۔ وہ اپنا خدا خود نہیں بن سکتا وہ خود کو برباد نہیں کر سکتا۔"

بچے کی پیشانی چوم کر عالیان وہاں سے اٹھ آیا۔۔۔ اسے مارگریٹ نہیں بننا تھا۔۔۔ اس کے پیچھے بچہ گھوڑے دوڑا رہا تھا۔۔۔ ساز بجا رہا تھا۔۔۔ کیونکہ اس کھلونے کی چابی وہ خود تھا۔۔۔ اور وہ گھڑ سوار اس وقت تک نہیں گر کر مریں گے جب تک وہ چابی سلامت تھی۔

زندگی کھیل نہیں ہے۔۔۔ زندگی میدان ہے۔۔۔ ابد کا میدان۔۔۔ اور ابد کی زندگی کے لیے۔۔۔ گھوڑے گرنے نہ دیں۔ گھڑ سوار کو مرنے نہ دیں۔۔۔ یہ فرض ہے ورنہ انسان اشرف ہونے کا شرف کھو دے گا۔ یہ حقیقت ہے۔

وہ مانچسٹر واپس آیا تو رات ہو چکی تھی وہ اپنی جاب پر ہارٹ راک آ گیا۔

"مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔" کارل نے اس کی آ کر گردن دبوچ لی تھی۔

"دوبارہ ایسے غائب نہ ہونا۔" اسے ایک گھونسا جڑ کر اس نے چلا کر کہا تھا اور آج رات کو کارل اسے زبردستی سڑک پر گھسیٹ لایا تھا۔ دونوں مٹر گشت کرنے لگے۔ آتے ہوئے کارل ایک ہال میٹ کا پیزا اٹھا لایا تھا جو وہ اپنے کمرے میں "اکیلا" چھوڑ کر خود ذرا سی دیر کے لیے ادھر ادھر ہو گیا تھا۔

تمہارا کب تک ٹھیک ہونے کا ارادہ ہے۔" پیزا کو سونگھ سونگھ کر کھاتے اس نے بھرے ہوئے منہ سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

"تم اپنے ٹھیک ہونے کے بارے میں مجھ سے زیادہ نہیں جان سکتے، جب تم چھوٹے تھے تب تم ایسے رہا کرتے تھے۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ ابھی میں پورا ٹھیک نہیں ہوں۔۔۔"

"چلو پھر یہ بتاؤ پورے ٹھیک کب تک ہو جاؤ گے۔"

"زندگی ایک عجیب مضمون ہے کارل۔۔۔"

"بالکل نہیں! زندگی ایک خالی مضمون ہے، یہ مضمون پڑھا جانے والا نہیں لکھا جانے والا ہے اسے ہم لکھتے ہیں، یہ زندہ دل ہوگا، رنگین یا کامیاب یہ ہم طے کرتے ہیں، یہ مشکل ہوگا، بے کار یا فضول یہ بھی۔۔۔ اس کا عنوان ہم ہیں "میں کارل" "تم عالیان" مجھے دیکھو کیا تم نے مجھے کبھی روتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خود کو خود بھی روتے ہوئے نہیں دیکھا، سینٹر میں جس دن تم سے شرارت کی تھی تمہاری رونی شکل دیکھ کر کی تھی ورنہ تم جیسے تھے ویسے بچے مجھے پسند نہیں تھے تم میرے مزاج کے نہیں تھے۔"

"جانتا ہوں۔۔۔"

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا میں تمہارے ساتھ اتنا اچھا کیوں بن رہا ہوں پر سنو۔۔۔ ایک دن چرچ میں سروس کے بعد فادر نے مجھے روک لیا میں خاموش اور اداس رہا کرتا تھا، کافی چھوٹا تھا میں اس وقت۔ وہ کئی بار مجھے سمجھا چکے تھے کہ زندگی کو ایسے اداس ہو کر نہ گزاروں۔ اس دن انہوں نے میرے سامنے ایک گلاس توڑا، گلاس گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں ان ٹکڑوں پر ننگے پاؤں چلنا چاہوں گا۔۔۔ میں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ دکھ ٹوٹا ہوا گلاس ہے، کرچیاں اور ٹکڑے۔۔۔ ان پر چل کر ہم خود کو زخمی ہی کر سکتے ہیں، بس جو ہو چکا ہے اسے بدلا نہیں جا سکتا۔۔۔ گلاس ٹوٹ چکا ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا، ٹوٹے ہوئے گلاس کو اٹھاؤ اور باہر پھینک دو، اس کی کرچیوں پر خود کو گھسیٹتے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں، یہ کم عقلی اور بے وقوفی ہے جبکہ انسان سے ارفع توقعات وابستہ کی جاتی ہیں۔۔۔ کارل سارا پزا کھا چکا تھا اور خالی ڈبہ ڈسٹ بن ڈھونڈ کر اس میں ڈال چکا تھا۔

"یہ سب باتیں کر کے میں نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ میں تم سے زیادہ سمجھ دار اور بہادر ہوں۔"

عالیان خاموش ہی رہا۔

"اگر تم اس کی وجہ سے اپ سیٹ ہو تو میں اسے یونی سے نکلوا سکتا ہوں۔" کارل نے سنجیدگی سے کہا۔

"اور تمہیں اس کی ٹوئیٹ لے لینی چاہیے تھی۔۔۔ لے کر مجھے دے دیتے۔"

"کسے نکلوانے کا کہہ رہے ہو؟"

"امرحہ کو۔۔۔" کارل کو حیرت ہوئی اس کے انداز پر

"کون امرحہ۔۔۔؟"

کارل خاموش اسے دیکھتا رہا پھر کندھے اچکا دیے۔۔۔ "کون امرحہ۔۔۔ دلچسپ۔"

"تم کس بارے میں بات کرنا چاہ رہے ہو کارل۔۔۔"

"ٹھیک ہے بات یہیں ختم۔۔۔ بلکہ سب ختم۔۔۔ پھر تم پہلے جیسے کیوں نہیں ہو رہے، ایسا لگتا ہے تمہاری کھال میں کوئی اور چل پھر رہا ہے۔" کارل نے اس کی ناک کی چٹکی لی۔

"عالیان کی کھال میں عالیان ہی ہے۔" عالیان نے اس کے دونوں کانوں کو ایک ساتھ مروڑا۔

"خود کو دھوکا دے رہے ہو؟"

"ایک دوڑ ہو جائے۔۔۔؟" عالیان نے پیش کش کی۔

کارل نے جان دار قہقہہ لگایا "بات بدل رہے ہو؟"

"چار۔۔۔ تین۔۔۔ دو۔" عالیان نے انگلیاں اٹھائیں۔

"ایک۔" کارل چلایا اور بھاگ کھڑا ہوا۔۔۔ عالیان بھی۔

اب بس یہی حل تھا۔۔۔ بھاگتے پھرنا۔۔۔ آنکھیں میچ لینا۔۔۔ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لینا۔۔۔ راستہ بدل لینا۔۔۔ غیر حاضر ہو جانا۔۔۔ غیر ہی بنے رہنا۔۔۔ مشکل تھا مشکل سے ہی ہونا تھا۔

ابھی ان کی دوڑ ہال سے ذرا دور ختم ہی ہوئی تھی اور کارل جیت گیا تھا کہ ایک پاؤں میں اپنا اور ایک میں کسی دوسرے کا جوتا پہنے شاہ ویز کارل کے سامنے آیا۔۔۔ اتفاق سے اس کے دائیں ہاتھ میں باکسنگ گلوز تھا۔

"میرا پزا تم نے کھایا ہے؟" وہ باکسنگ رنگ میں آیا۔

"نہیں تم سے کس نے کہا۔۔۔؟" کارل پر سارے جہان کی معصومیت سجی تھی۔

"تمہارے چیکیلے ریکارڈ نے۔۔۔ اب شرافت سے میرا پزا واپس کر دو۔"

کارل نے پورا جبڑا کھول دیا "دیکھو کیا اس میں سے تمہارا پزا ہو کر گزرا ہے۔"

شاہ ویز نے منہ پھیر لیا اور ناک پکڑ لی۔۔۔ "یہ باکسنگ گلوز تم دیکھ رہے ہو نا اور تم جانتے ہو عامر خان میرا پسندیدہ باکسر ہے۔۔۔ تم مجھے اکسا رہے ہو کہ میں اسے اسی سڑک پر خراج تحسین پیش کروں۔" اس نے باکسر کی طرح اچھل اچھل کر کہا۔

"بڈی تم عالیان سے پوچھ لو۔۔۔ میں نے تو دو ہفتوں سے پزا کی شکل نہیں دیکھی۔"

"جبکہ ان دو ہفتوں میں پورے دس پزا ہال سے غائب ہوئے ہیں۔۔۔" شاہ ویز نے دائیں ہاتھ کو لہرا کر کہا۔۔۔ کارل نے اس۔۔۔ سے اپنی ناک بچائی۔

"اس نے ہی پزا کھایا ہے۔" عالیان نے کہا۔

کارل کو ذرا حیرت نہیں ہوئی اسے عالیان سے یہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

توقع تھی۔ شاہ ویز نے ہاتھ پھر لہرایا' مکا مارنے کے لیے نہیں بلکہ مکے کی متوقع آمد کی خبر دینے کے لیے۔

"جو Testoni کے جوتے تم نے مارک کو رینٹ پر دیے تھے میں احتیاطاً" انہیں اس کی وارڈروب سے نکال کر اپنی وارڈروب میں لاک کر آیا ہوں۔"

عالیان پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا کہ اب کارل تم کیا کرو گے۔ کارل خاموش سا شاہ ویز کو دیکھنے لگا' اس کے جوتے بڑا سے مہنگے تھے۔

"اب تم بڑا لے آنا اور جوتے لے جانا جب تک بڑا نہیں آئے گا' گھنٹہ جوتوں پر ہرجانہ بڑھتا جائے گا۔ ایک گھنٹے بعد آنے کی صورت میں 'میں وہ دن جوتے استعمال کر کے تمہیں دوں گا۔ اور میں یہ بتا دوں کہ انہیں پہن کر میں فٹ بال کھیلنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔" شاہ ویز نے خلائی مکا لہرا کر کہا۔

"Hmm..." کارل نے شاہ ویز کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"پچھلے ہفتے تم نے جیری کو اپنا ہنڈی کیم استعمال کے لیے دیا تھا۔ جیری اتنا لاپروا ہے کہ اسے اسٹڈی ٹیبل پر ہی رکھتا ہے۔"

کارل نے تیزی سے کہا اور ہال کی طرف دوڑ لگا دی جب تک شاہ ویز کو بات سمجھ میں آئی تھوڑی سی دیر ہو چکی تھی پھر بھی وہ کارل کے پیچھے تیزی سے بھاگا لیکن کارل ہال کا داخلی دروازہ پار کر چکا تھا۔

"اور میں یہ بتا دوں کہ میں ہنڈی کیم کو نہلانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔" کارل نے بھاگتے ہوئے چلا کر کہا۔

عالیان نے بھی دونوں کے پیچھے بھاگنا مناسب سمجھا کیونکہ اس کا ارادہ شاہ ویز کی مدد کرنے کا تھا۔

☼ ☼ ☼

اسلامی اسٹوڈنٹ سوسائٹی اسلام کو لے کر ایک ڈاکومنٹری بنوا رہی تھی جس کا ذمہ ڈیرک کو دیا گیا تھا۔ ڈیرک نے ظاہر ہے امرحہ کو بھی ساتھ کام کرنے کی پیش کش کی' جو امرحہ نے قبول کر لی۔ ڈاکومنٹری کا موضوع مختلف مذاہب کے اسٹوڈنٹس کے خیالات جاننا تھا جو وہ اسلام کے لیے رکھتے تھے۔

ڈیرک اور اس نے مل کر سوالات لکھے۔ انہیں کم سے کم چالیس اسٹوڈنٹس سے سوالنامے کے جوابات لینے تھے۔ ڈاکومنٹری کا دورانیہ بیس منٹ تھا۔ ریکارڈنگ کے لیے انہوں نے مختلف اسٹوڈنٹس سے رابطے کر لیے تھے۔

کچھ ریکارڈنگ یونیورسٹی کیمپس میں کی جانی تھی کچھ یونی کے باغ میں' اسٹوڈنٹس ہالز اور کچھ قریبی کیفے اور سڑک پر۔

ریکارڈنگ شروع ہوئی تو تقریباً" سب نے ہی ان کے ساتھ تعاون کیا اپنے خیالات کے اظہار کے لیے وہ آزاد تھے اور وہ آزادانہ ہی اظہار کرتے تھے۔ کچھ اسٹوڈنٹس کے تاثرات کافی منفی اثرات لیے ہوئے تھے کہ امرحہ سختی سے اپنے لب بھینچ لیتی' اسلام کو لے کر اتنی غلط فہمیاں پروان چڑھ چکی ہیں اس کا اسے اندازہ نہیں تھا۔ مغربی لوگ حالات سے باخبر رہتے ہیں یہ ایک سچ ہے لیکن اس سے بھی بڑا سچ وہ میڈیا ہے جو انہیں اپنی مرضی کے جھوٹ سچ دکھاتا ہے۔ ایک اسلامی ملک پاکستان میں میڈیا کی لگامیں کسی کے ہاتھ میں نہیں ہیں تو کسی دوسرے ملک کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔

سب سے بڑی حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام کے خلاف جتنی بھی غلط فہمیاں یا پروپیگنڈہ ہو چکا ہے اس کو لے کر مسلم امہ نے کوئی لائحہ عمل نہیں بنایا۔ جو بنایا ہے' وہ بہت کمزور ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ مسلم امہ مل بیٹھ کر اس بارے میں سوچے اور کچھ کرے۔ کچھ تو۔۔۔ کہ اسلام پر لگے دہشت گردی کے الزام سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

لیکن ہو یہ رہا ہے کہ سب بیٹھے تو ہیں لیکن مل کر نہیں' شخصی سطح پر بہت کیا جا رہا ہے لیکن ایک قوم کی حیثیت سے کچھ بھی نہیں' یہی وجہ ہے کہ وہ سیاہ دھبہ دن بدن پھیلتا ہی جا رہا ہے گھروں میں بیٹھے' ہاتھوں میں فون لیے ہم صرف اسلام کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے کے خلاف لمبے لمبے کمنٹس ہی کر سکتے ہیں یا مختلف گروپس اور پیجز پر لڑ سکتے ہیں' یہ ہے ہمارا سارے کا سارا جہاد اور یہ ہے ہماری اسلام کے حق میں جنگ۔۔۔ کافی کے مگ سے کافی پیتے۔۔۔ اسلام' اسلام کرتے۔۔۔ اسلام کے حق میں پوسٹ شیئر کرتے' تصویریں اپ لوڈ کرتے اور زیادہ ہو تو پروفائل پکچر تبدیل کرتے۔

"اسلام کے لیے خدمت تمام ہوئی۔" لاگ آف ہوئے اور سو گئے' یا ٹی وی آن کر لیا۔ جاپانی اور جرمن دوسری جنگ عظیم میں مفتوح رہے تھے' یہ ماضی ہے' جاپانی اور جرمن ترقی کے ہر میدان کے فاتح ہیں۔ یہ حال ہے۔"

"ہر قوم خود پر ٹوٹنے والے افتاد سے سبق سیکھتی ہے اس افتاد سے چھٹکارا حاصل کر لیتی ہے۔۔۔ مسلم قوم کیوں نہیں؟"

"جنگ عظیم دوم کے دوران جاپانیوں کو وحشی اور درندے کہا گیا۔۔۔ اور اب۔۔۔ اور آج دنیا میں انہیں "دنیا کی امن پسند قوم" کی صف میں سب سے آگے کھڑا کیا جاتا ہے۔۔۔ دنیا کا کوئی انسان ایک جاپانی سے زیادہ امن پسند نہیں ہو سکتا۔"

"تقدیریں بدل جاتی ہیں اگر قومیں بدل جائیں اور قومیں صرف اسی وقت بدلتی ہیں جب ان کی سوچ بدلے۔۔۔ اور سوچ اس وقت روشن ہوتی ہے جب جہالت کا اندھیرا چھٹ جائے۔۔۔ اور جہالت کا اندھیرا چودہ سو سال پہلے قرآن کی تکمیل سے مٹ چکا ہے۔

اس مٹا دیے گئے اندھیرے کے بعد بھی ہم جاہل ہی رہیں تو تف ہے ہم پر۔۔۔ پھر بھی ایک قابل فخر قوم نہ بن سکیں تو "خسارے میں ہیں ہم۔۔۔ قوموں میں قوم نہ کہلائیں جائیں تو "دھبہ" ہیں ہم۔۔۔"

"اندھے گونگے اور بہروں کے لیے کوئی وعدہ نہیں ہے۔ کامرانی کا نہ شجاعت کا۔۔۔"

پال کا تعلق یونان سے تھا' وہ تقریباً" لامذہب ہی مشہور تھا' یونیورسٹی میں وہ اپنے تیز مزاج کی وجہ سے جانا جاتا تھا' اسے تخریبی ذہن کا مالک بھی کہا جاتا تھا۔ ڈاکومنٹری کے لیے جب اسٹوڈنٹس سے رابطے کیے گئے تو اس نے ڈیرک سے ریکارڈنگ کی خواہش کا اظہار کیا۔ کیمرہ آن ہوتے ہی اس نے اسلام کو لے کر انتہائی شدت پسندانہ خیالات کا اظہار شروع کر دیا۔ ڈاکومنٹری کے لیے آزادی رائے کی اجازت دی گئی تھی' لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں تھا کہ ایسا گرا ہوا انداز اپنایا جاتا۔

ریکارڈنگ Oak ہاؤس کے باغ میں کی جا رہی تھی۔ ڈیرک نے کیمرہ بند کر دیا تو وہ ضد کرنے لگا کہ اسے آزادی رائے کا حق پوری طرح سے استعمال کرنے دیا جائے۔

"تمہارا انداز مناسب نہیں ہے۔" ڈیرک نے تحمل سے کہا۔

"کیوں! میرے انداز کو کیا ہوا ہے؟" وہ چڑ گیا۔

"تم الزامات لگا رہے ہو۔"

"کیا الزام لگایا ہے؟"

"مجھے تم سے بحث نہیں کرنی۔" ڈیرک نے بات ختم کی۔

"تم میری بے عزتی کر رہے ہو؟" وہ بلاوجہ غصے میں آ گیا۔

"اور تم جو اتنی گھٹیا زبان کا استعمال کر رہے ہو۔۔۔ شکر کرو۔ میں نے تمہارا منہ نہیں توڑ ڈالا۔" امرحہ بولے بغیر رہ نہ سکی جبکہ ڈیرک نے اسے خاموش رہنے کے لیے کہا تھا۔

پال اور بھڑک اٹھا کہ گالیاں دینے لگا اور امرحہ کو مخاطب کر کے اسلام کی ہتک کرنے لگا۔

ڈیرک نے امرحہ کو چلنے کا اشارہ کیا لیکن امرحہ ہلی نہیں۔

"مجھے سن لینے دو اس کی بکواس۔" امرحہ غصے میں چلائی۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے امرحہ! چلو۔۔۔ عقل سے کام لو۔"

لیکن امرحہ نے عقل سے کام نہیں لیا اور وہ پال کی بکواس سنتی رہی۔

"امرحہ! خدا کے لیے چلو۔" ڈیرک منت کرنے لگا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ امرحہ کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"جاہلوں سے بحث نہیں کرتے امرحہ!" ڈیرک نے اسے سمجھانا چاہا۔

"یہ یونیورسٹی اسٹوڈنٹ ہے جاہل نہیں۔" امرحہ غصے سے بولی۔

"تم یہاں سے چلو بس۔"

پال مسلسل الٹی سیدھی باتیں کر رہا تھا اس سے ایسے سوال پوچھ رہا تھا۔ جن کے جواب میں خاموش رہا جا سکتا تھا یا اس کے منہ پر تھپڑ مارے جا سکتے تھے اور جب اس نے مقدس ہستیوں کو لے کر زہر اگلا تو امرحہ نے یکدم اس کے منہ پر کس کر ایک چانٹا دے مارا۔

"بکواس بند کرو اپنی ذلیل انسان۔۔۔" امرحہ کی برداشت کی حد ختم ہو گئی تھی۔

ڈیرک ایک دم سے پال اور امرحہ کے درمیان آیا۔

"امرحہ! بھاگو یہاں سے۔" ڈیرک چلایا۔۔۔ پال کسی بھینسے کی طرح بے قابو ہو رہا تھا۔۔۔ کچھ دوسرے اسٹوڈنٹس ڈیرک اور پال کی طرف بھاگے جو گتھم گتھا ہو رہے تھے۔۔۔ پال امرحہ کی گردن دبوچ لینا چاہتا تھا۔

امرحہ زرد سی ہو گئی اور تیزی سے وہاں سے چلی گئی۔

ذرا سی دیر میں صورت حال بدل گئی تھی۔۔۔ اور انتہائی خوفناک صورت حال اختیار کر گئی تھی۔ اس نے یونیورسٹی کے ایک اسٹوڈنٹ کو تھپڑ مار دیا تھا صرف اس ایک تھپڑ کو لے کر پال اسے یونی سے نکلوا سکتا تھا۔

امرحہ گھر آ گئی۔۔۔ ویرا سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ دو گھنٹے بعد ڈیرک کا اسے فون آیا وہ اسے اسٹوڈنٹ یونین کے دفتر آنے کے لیے کہہ رہا تھا۔۔۔ وہ یونین کے آفس آ گئی۔۔۔ ڈیرک نے "فوراً" سے پہلے معاملہ یونین کے سپرد کر دیا تھا۔

ساری صورت حال صرف ایک اسٹوڈنٹ کے خلاف جانے والی تھی "امرحہ کے" ڈیرک اسے منع بھی کر رہا تھا کہ پال کو بولنے دے اور وہ وہاں سے چلی جائے لیکن امرحہ سے اپنا غصہ دبایا نہیں جا سکا اس نے پہلی بار براہ راست ایسا کچھ سنا تھا وہ بھی اپنی ہی یونی کے اسٹوڈنٹ کے منہ سے۔۔۔

یونین کے صدر، اسلامی سوسائٹی کے صدر اور پاکستانی سوسائٹی کے صدر نے ان تینوں سے پہلے الگ الگ بات کی۔۔۔ پھر اسٹوڈنٹ یونین کے چند دوسرے فعال لیکن بہت ہی سمجھ دار اسٹوڈنٹس کی موجودگی میں میٹنگ کی گئی۔

☼ ☼ ☼

یونین کے صدر جے پیٹرسن نے امرحہ کے عمل کو سخت ناپسند کیا۔

"وہ بکواس کر رہا تھا۔۔۔ میں برداشت نہیں کر سکی۔"

امرحہ کو جے پیٹرسن کے رد عمل پر اور غصہ آیا۔

"بہرحال اس نے اپنی زبان کا استعمال کیا۔۔۔ آپ نے ہاتھ کا۔۔۔ آپ کا رد عمل سنگین ہے۔۔۔ آپ جانتی ہیں اس بنا پر وہ آپ کو یونیورسٹی سے نکلوا سکتا ہے۔"

"مائی فٹ۔۔۔ اگر اس نے دوبارہ بھی ایسی بکواس کی تو میں اس کا منہ توڑ دوں گی۔" میٹنگ میں موجود ایک ایک شخص نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"آپ اپنے مذہب کے کس اصول کے تحت اس کا منہ توڑ دیں گی۔۔۔؟" عالیان اس سے پوچھ رہا تھا۔

"تشدد کی تو اسلام میں گنجائش ہی نہیں ہے۔۔۔ انتہائی حد پر جا کر بھی۔۔۔" "اور ایسی فضولیات کی گنجائش ہے؟" امرحہ کو عالیان کی بات بری لگی اسے یہ بھی برا لگا کہ اتنے سارے لوگوں میں وہ اسے غلط ثابت کرنا چاہ رہا ہے "نہیں ہم نہ پال کے رد عمل کے حامی ہیں نا ہی آپ کے۔" جے پیٹرسن نے کہا۔

"لیکن آپ سب صرف مجھے ہی غلط کہہ رہے ہیں۔۔۔"

"آپ غلط ہیں۔۔۔" عالیان نے سنجیدگی سے کہا۔

امرحہ اس کی شکل دیکھتی رہ گئی۔۔۔ تو وہ اسے اس قدر ناپسند کرنے لگا تھا۔ غصے اور دکھ کے الاؤ نے اس پر ہلا بول دیا۔۔۔ وہ جیسے عقل سے بیگانہ سی ہو گئی۔

"ہونہہ۔۔۔ یونین کی اس میٹنگ کے ارکان عیسائی ہیں یا یہودی۔۔۔ یا لامذہب وہ کیسے میری حمایت کر سکتے ہیں۔۔۔ ایک مسلمان کو وہ کیسے ٹھیک کہہ سکتے ہیں۔۔۔؟" امرحہ کا دماغ واقعی کام کرنے لگا تھا۔

عالیان نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے۔ اس نے اتنی ناپسندیدگی سے امرحہ کو دیکھا کہ اس نے آج تک شاید ہی کسی کو دیکھا ہو گا۔

"یونین کے ارکان سمجھ دار پڑھے لکھے انسان ہیں۔۔۔ آپ غلط سمجھ رہی ہیں، یہاں ہم سب مذہب سے بالاتر ہو کر بات کر رہے ہیں۔۔۔ ہم مسئلے کے حل کے لیے آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔۔۔ آپ کو سمجھانے کے لیے۔۔۔ آپ کی غلطی ہے آپ مان جائیں۔ پال سے مفاہمت کر لیں۔"

"ہرگز نہیں۔۔۔"

"آپ کو اس سے پہلے معذرت کرنی ہو گی آپ کر لیں۔۔۔ وہ بھی کر لے گا۔۔۔ ورنہ اس معاملے کو ہم یونیورسٹی انتظامیہ تک جانے سے نہیں روک سکیں گے۔"

"جو ہو گا وہ میں دیکھ لوں گی۔۔۔ میں اس سے معذرت ہرگز نہیں کروں گی۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ یہ معاملہ یونیورسٹی انتظامیہ کے پاس ہی جانا چاہیے پھر۔۔۔ مس امرحہ کا یونیورسٹی سے چلے جانا ہی بہتر ہو گا۔" یہ عالیان کی کرخت آواز تھی جسے سن کر امرحہ بلبلا سی اٹھی تھی۔

ہاں وہ اس سے شدید نفرت ہی تو کرنے لگا ہے اب۔

میٹنگ بغیر کسی نتیجے کے برخاست ہو گئی۔۔۔ امرحہ نے اسٹوڈنٹ یونین کے آفس سے باہر نکلتے عالیان کو جا لیا۔

"تو تم مجھ سے اتنی نفرت کرنے لگے ہو کہ مجھے ایسے یونیورسٹی سے نکلوانا چاہتے ہو؟"

"میں تمہیں نکلوا رہا ہوں؟"

"تم نے جے پیٹرسن سے کہا کہ۔۔۔"

"ہاں۔ میں نے کہا۔۔۔ اور ٹھیک کہا۔"

"میرا یونیورسٹی سے نکل جانا بہتر ہے۔۔۔؟" وہ سن چکی تھی پھر بھی تصدیق چاہی تھی۔

"بالکل۔۔۔" اس نے تصدیق کر دی۔

امرحہ جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی۔ "اتنی نفرت اب اس سے۔"

"تم مسلمان ہوتے تو تمہارے دل پر چوٹ لگتی۔۔۔ صرف نام رکھ لینے سے اور چند کتابیں پڑھ لینے سے کوئی مسلمان نہیں بن جاتا۔۔۔ جس طرح کی بکواس اس نے کی تھی وہ قتل کیے جانے کے لائق تھا۔۔۔" عالیان کے رویے سے بھڑک کر امرحہ نے اس پر گہری چوٹ کی۔

عالیان نے بہت صبر سے امرحہ کو دیکھا جیسے کسی جاہل کو علم کی نظر سے جانچا۔

"ایسے کتنے قتل ہوئے تھے اس دور میں جس میں محمدؐ پر پتھر برسائے گئے تھے؟" وہ سوال کر رہا تھا امرحہ اس کی شکل دیکھ رہی تھی۔

"بتاؤ۔۔۔ جواب دو۔۔۔ جب ان کے جوتے خون سے بھر گئے تھے۔۔۔ انہیں برا بھلا کہا جاتا رہا۔۔۔ جب وہ اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو انہوں نے اپنی قوم کو کیا حکم دیا تھا۔۔۔ ملیامیٹ کر دو ان لوگوں کو جنہوں نے مجھے برا بھلا کہا۔۔۔ ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دو۔۔۔ کیا ایسا کوئی حکم دیا تھا انہوں نے؟"

غصے میں بھڑک جانے والوں میں سے ایک کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

"کیا اس عورت کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا تھا جو ان پر گند پھینکا کرتی تھی۔۔۔ ایک اللہ کا پیغام پھیلانے والے کے سامنے جب مشرک، جاہل اللہ کو برا بھلا کہتے اور مذاق اڑاتے تو کیا وہ غصے میں بھڑک کر ایک ایک کا منہ توڑ دیا کرتے تھے۔۔۔ جو اللہ کے نبی تھے جو تم سے زیادہ اللہ کے قریب تھے کیا وہ یہ کیا کرتے تھے؟

ساری دنیا میں اسلام کا تماشا تم جیسے بھڑک بھڑک جانے والے مسلمانوں نے بنایا ہے۔ تم مسلمان ہونا۔۔۔ اسلام کو مانتی ہو۔۔۔ پھر غصے میں بھڑکنے کی وجہ۔۔۔ غصہ تو حرام ہے نا۔۔۔ ہر حال میں حرام۔۔۔ حرام کا مطلب حرام۔۔۔ کبھی حرام کو حلال ہوتے دیکھا ہے۔۔۔ کسی بھی صورت کسی بھی ماحول میں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

غصے میں برا بھلا کہنا، گریبان پکڑ لینا، تشدد کرنا۔۔۔ یہ کون سا مذہب ہے جس کی تصویر اٹھا کر تم دنیا کو دکھا رہی ہو؟ تم نبی کے نام پر جان دینے کو تیار ہو گی لینے کو بھی تیار ہو گی، لیکن اسی نبی جیسی بننے پر تیار نہیں ہو گی۔

اسلام اینٹ کا جواب پتھر نہیں ہے مس امرحہ۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ اسلام اینٹ کا جواب برداشت ہے، تحمل ہے، صبر ہے، حکمت ہے اور سب سے بڑھ کر خاموشی ہے۔۔۔

اسلام گالی کا جواب گالی نہیں ہے۔۔۔ اسلام گالی کا جواب درگزر ہے۔

کیا تم نے درگزر کو اپنایا۔۔۔ کس نبی نے کب درگزر سے کام نہیں لیا، کب کب خاموشی اختیار نہیں کی، نبیوں کے لیے سب سے زیادہ صبر خاموشی، حکمت کے پیغامات اترے ہیں نبیوں نے یہی درس اپنی امتوں کو دیے ہیں۔ تم کس نبی کو مانتی ہو۔۔۔ تم کس دین کی پیروکار ہو۔۔۔ تم میں برداشت نہیں۔۔۔ تم میں صبر نہیں۔۔۔ تم کون ہو؟

کل پوری انسانیت وحشی پن پر اتر آئے تو بھی اسلام اس کی مخالفت کرتا ہے اپنے برائے نام اسلام کو صرف خود تک رکھو۔۔۔ بھڑک کر اسے مار کر تم نے ثواب نہیں کمایا۔۔۔ تم اسے بولنے دیتیں۔۔۔ کیا اس کے کہہ دینے سے وہ سچ ہو جائے گا جو جھوٹ ہے۔۔۔ غلط ہے تم جانتی ہو کہ یہاں کیا ہو سکتا تھا۔ بارود کے ڈھیر پر تم نے چنگاری پھینک دی تھی۔۔۔ پال کا حلقہ بہت بڑا ہے۔ وہ ایک اسپورٹس پرسن ہے۔۔۔ یونی اسے سپورٹ کرتی ہے، اس کے کئی چاہنے والے ہیں، یہاں ان سب سپورٹرز کو ملا کر اس نے تمہارے خلاف۔۔۔ یعنی مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر لینا تھا عرب اور افریقہ کے مسلمان اسٹوڈنٹس ان معاملات میں بہت حساس ہیں وہ بھی ایک محاذ بنا لیتے۔۔۔ ایک ایسی جگہ جہاں مسلمان بھی ہیں، عیسائی بھی اور دیگر مذاہب کے اسٹوڈنٹس بھی وہاں مذہبی آگ بھڑک اٹھتی۔۔۔ مانچسٹر یونیورسٹی دنیا کی امن پسند یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے، لیکن پھر یہ امن پسند نہ رہتی۔۔۔ تمہاری ذرا سی غلطی کا نقصان کتنا بڑا ہوتا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتیں۔ ایسی صورت میں تمہارا یہاں سے چلے جانا ہی ٹھیک ہے۔"

"تو کیا اس نے ٹھیک کیا؟" امرحہ کی آواز رندھ گئی۔

"اس نے غلط کیا لیکن بہرحال زبان سے، مسلمان تم ہو، اچھے کی توقع تم سے تھی اس سے نہیں یونیورسٹی انتظامیہ اس معاملے کو دیکھے گی تو شاید وہ تم دونوں کو یونی سے نکال دے کیونکہ تمہیں یونیورسٹی میں رکھنے کی صورت میں مذہبی گروپس بننے کا خطرہ موجود رہے گا۔۔۔ جبکہ یونیورسٹی کو ہر حال میں اپنے ماحول کو تعصب سے پاک رکھنا ہے۔۔۔ یہ ایک درس گاہ ہے یہاں دنیا بھر سے لوگ آتے ہیں پڑھنے کے لیے۔۔۔ ایک ایسی درسگاہ میں آ کر بھی اگر تم تحمل اور بردباری کا مظاہرہ نہیں کر سکتی تو بہتر ہے گھر چلی جاؤ۔"

"تو تمہاری یہ خواہش ہے کہ میں گھر چلی جاؤں۔"

"نہیں امرحہ۔۔۔ ہم یہاں ذاتی معاملات پر بات نہیں کر رہے۔۔۔ اگر تمہیں کوئی بات نہیں سمجھنی تو بہتر ہے کہ میرا وقت ضائع نہ کرو۔۔۔ جب جے پیٹرسن نے مجھے فون کیا تھا تو مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم بھی اس معاملے میں شامل ہو۔ ورنہ میں خود کو اس معاملے سے دور رکھتا۔ لیکن اگر اب مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ معاملہ بگڑ سکتا ہے تو میں یونیورسٹی سے تمہیں نکالے جانے کی پرزور سفارش کروں گا۔۔۔ میں یونیورسٹی اسٹوڈنٹس کے درمیان مذہبی چپقلش نہیں جاری رکھ سکتا۔" کہہ کر وہ چلا گیا۔

اس کی ساری باتیں ٹھیک تھیں اور ایک بات سب سے زیادہ ٹھیک تھی کہ اب وہ واقعی "امرحہ" کو نہیں جانتا تھا۔۔۔ اسے اس کے ہونے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

امرحہ جاب پر نہ گئی اور سڑکوں پر مٹرگشت کرتی رہی۔۔۔ رات ہو گئی اور رات سے اور رات۔

جے پیٹرسن کو اس نے فون کر دیا تھا، وہ پال سے مفاہمت کے لیے تیار تھی۔۔۔ مانچسٹر کی ایک ایک چیز جو اسے اچھی لگا کرتی تھی اسے زہر لگ رہی تھی اس کا دل کہیں دور بھاگ جانے کو چاہ رہا تھا۔ کہیں چھپ جانے کو کہیں بھی موجود نہ ہونے کو۔۔۔

وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ اسے خود کے ساتھ کیا کر لینا چاہیے۔

کشتی کے پیندے میں ہوئے سوراخ کی مانند۔۔۔ وہ سمندر کے کھارے پانی سے خود کو بچا لینے پر قادر نہ رہی تھی۔۔۔ اور وہ تو اس پر بھی قادر نہیں رہی تھی کہ کسی طرح سے اس سوراخ کو ہی بند کر ڈالے۔

تو اسے ڈوب ہی جانا تھا۔۔۔ اگر یہی طے تھا تو اسے زیادہ مچلنا نہیں چاہیے پرسکون رہنا چاہیے۔۔۔ لیکن اس سے یہ بھی تو نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔ وہ داخلی طور پر ایک مشکل دور سے گزر رہی تھی اور اس کا الزام وہ صرف اپنے سر پر نہیں لے سکتی تھی کہ سب اس کی وجہ سے ہوا اور اس میں سراسر اسی کا تو قصور ہے۔

✵ ✵ ✵

وہ جے پیٹرسن کے پاس موجود تھی۔

"میں سارے معاملے کو ختم کرنا چاہتی ہوں۔"

"ڈاکو منٹری پر فی الحال کام نہیں ہو گا۔۔۔ یا آپ لوگ اسے ریلیز نہیں کریں گے۔۔۔ اس سارے معاملے سے آپ کسی کو آگاہ نہیں کریں گی اپنے قریبی دوستوں کو بھی نہیں، ورنہ نتائج کی ذمہ دار آپ ہوں گی۔۔۔ آپ کسی کو کسی بھی صورت یہ نہیں بتائیں گی کہ پال نے کیا کیا کہا۔۔۔ Tab Manchester The یا کسی بھی دوسرے اخبار تک یہ بات کسی بھی صورت نہیں جانی چاہیے۔ آپ بالکل خاموش رہیں گی۔۔۔ کوئی کچھ بھی پوچھے گا تو آپ لاعلمی کا اظہار کریں گی۔ پال چاہتا ہے آپ اس سے معذرت کریں۔"

"پہلے معذرت وہ کرے گا۔۔۔ پہل اس نے کی تھی۔"

"ٹھیک ہے کل اپنی پہلی کلاس لینے کے بعد یہاں آ جائیے گا۔"

جے پیٹرسن سے ملنے کے بعد امرحہ عالیان سے ملنے اس کے ڈیپارٹمنٹ آئی لیکن وہ اسے نہیں ڈھونڈ سکی۔۔۔ ناچار وہ سائیکل اسٹینڈ کے قریب کھڑی ہو گئی۔۔۔ اپنی کلاسز لے کر جب وہ اپنی سائیکل کے پاس آیا تو وہ فوراً اس کے پاس آ گئی۔

"میں اپنے تلخ رویے کی معذرت چاہتی ہوں عالیان!"

"جے پیٹرسن نے مجھے بتایا ہے کہ معاملہ ختم ہو چکا ہے۔" عالیان نے اس سے ٹھیک ویسے ہی بات کی جیسے جے پیٹرسن نے امرحہ سے کی تھی۔

"میں اس معاملے کی نہیں۔۔۔ تمہاری اور اپنی بات کر رہی ہوں۔"

"تمہاری اور میری کوئی بات نہیں ہے جسے کیا جائے۔" سائیکل نکال کر وہ آگے بڑھ گیا اور اس پر بیٹھ کر اتنی شدت سے پیڈل گھمایا جیسے کسی پرانے صدمے کو نئے انداز سے دافع کرتا ہو۔

امرحہ نے غصے میں اس پر طنز کیے تھے کہ وہ لامذہب ہے یا صرف نام کا مسلمان ہے، لیکن نام کا مسلمان وہ نکلا تھا یا خود امرحہ، امرحہ کو خدشہ رہا تھا کہ وہ حرام فوڈ کھاتا رہا ہو گا۔۔۔ اور امرحہ حرام کی قسم غصے میں کئی ہزار بار مبتلا ہو چکی تھی۔ وہ ہاتھ سے کھانے والے کھانے کو ہی حرام کہتی تھی اور اس حرام کا کیا جو غصہ، غیبت اور چغلی کی صورت وہ کئی سو بار کھا چکی تھی۔ اسے اپنے مسلمان ہونے پر فخر تھا لیکن یہ کیسا فخر تھا جو صرف نام کا تھا۔

لیڈی مہر کا کہنا تھا کہ وہ چاہتا تو اپنی ماں کا مذہب اپنا سکتا تھا لیکن اس نے میرا مذہب اپنایا۔۔۔ اس پر کوئی زبردستی نہیں کی گئی تھی، بالغ ہونے کے بعد اختیار اس کے ہاتھ میں تھا اور اس نے اسلام کا انتخاب کیا۔ وہ ایک عام مسلمان نہیں ہے۔

لیکن امرحہ نے اسے عام بھی نہیں سمجھا تھا۔۔۔ وہ ایک عیسائی عورت کا بیٹا ہے یورپ میں پلا بڑھا ہے، اس کے باپ کا اتا پتا نہیں تھا اس کے ساتھ دوستی کی جا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سکتی ہے۔ رشتہ داری نہیں وہ خوب صورت ہے' لائق فائق ہے سمجھ دار' بردبار ہے لیکن پھر بھی پاکستانی معاشرے میں صفر ہے' کیونکہ اس کی ماں عیسائی تھی اور اس کا باپ سوالیہ۔۔۔ اس کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ اسے ایک مسلمان عورت نے پالا ہے اور اس کی پرورش ایک بے سہارا بچوں کے سینٹر میں ہوئی ہے۔۔۔ صرف ان چند باتوں سے ہی مانچسٹر یونیورسٹی کا ٹاپر۔۔۔ صفر ہو جاتا ہے۔

"اس نے ٹھیک کہا امرحہ! اسلام گالی کا جواب گالی نہیں ہے۔۔۔ بلکہ کتنی پیاری بات کی ہے اس نے۔" دادا امرحہ کو سمجھا رہے تھے۔

عالیان کو صرف ایک یونیورسٹی فیلو ثابت کر کے اس نے دادا کو ساری بات بتادی تھی۔

"میں بھی غلط نہیں تھی دادا۔ جو میں نے سیکھا' دیکھا وہی میں نے کیا' میں نے اپنے گھر میں کبھی ایسی باتیں نہیں سنیں۔۔۔ کیسا تحمل اور کیسی بردباری۔۔۔ یاد ہے اماں اور بابا کیسے لڑا کرتے تھے۔"

"تم اماں بابا اور ماحول کو چھوڑو۔۔۔ بتاؤ کیا میں نے تمہیں یہ سب نہیں سکھایا' میں نے تم میں بردباری اور تحمل پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔ جب تم مانچسٹر جا رہی تھیں تو میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ امرحہ دوسروں کے لیے مثال بننا کہ تم اب اکیلی نہیں اپنے ساتھ اپنے ملک و مذہب کا نام لیے جا رہی ہو۔۔۔ تمہارا ایک غلط قدم تمہاری قوم پر انگلی اٹھائے گا۔۔۔ تم نے کتنی بار مجھے کہا کہ دادا روسی بہت سخت جان ہوتے ہیں۔۔۔ جبکہ روسیوں کے نام پر تم صرف ایک ویرا کو جانتی ہو۔۔۔ تم نے کہا کہ جرمن بہت صلح جو اور امن پسند ہوتے ہیں جبکہ تمہارا صرف ایک ہم جماعت جرمن ہے۔۔۔ تم نے کہا کہ جدت فرانسیسیوں پر ختم ہے۔۔۔ تم بمشکل ایک یا دو فرانسیسیوں کو جان پائی ہو گی۔۔۔ پال بھی تم ہی سے سارے مسلمانوں کو تشبیہ دے گا۔ تم خاموشی سے چلی آتیں تو وہ کہتا' بے شک خود سے ہی کہ مسلمان خاموشی سے نظر انداز کرنا جانتے ہیں۔۔۔ تم نے الٹا یونین کے صدر پر طنز کیے' امرحہ ایک بات یاد رکھنا اور ایسا تاقیامت ہو گا جہاں ایک سچ ہو گا وہاں اس کے سو مخالف ضرور ہوں گے۔۔۔ ہم لڑ کر' بھڑک کر دوسروں پر یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ ہم سچے ہیں۔ صرف ہمارا مذہب سچا ہے۔"

"ٹھیک ہے دادا۔"

"تمہاری آواز اتنی بوجھل کیوں ہے؟"

"ٹھیک ہے آپ کو ایسے ہی لگ رہا ہے۔"

"میرے خواب میں تم روتی ہوئی آئی تھیں۔۔۔ اگر تم روتی رہی ہو تو مجھے وجہ بتادو۔۔۔ کیا اس مسئلے کو لے کر پریشان تھیں؟"

"میں کیوں روؤں گی بھلا۔۔۔؟"

"امرحہ بچے! تم یہ بھول جاتی ہو کہ میرا دل تمہارے دل سے جڑا ہے۔۔۔ میرا دل اداسی سے بھرتا جا رہا ہے۔ اور ایسا اس لیے ہے کہ تمہارا دل اداس ہے۔ میں اپنے دل سے تمہارے دل کا حال جان جاتا ہوں۔"

"آپ کا وہم ہے۔۔۔"

"میں دعا کروں گا یہ میرا وہم ہی ہو۔"

"ہاں ضرور دعا کیجیے گا۔۔۔ کہ سب وہم ہی ہو۔" اس نے فون بند کیا اور کھڑکی کھول دی۔

اگر ایک دل دوسرے دل سے جڑ جائے تو سب معلوم ہوتا رہتا ہے؟ سب۔۔۔ لیکن اگر وہ جڑ جائے تو ہی نا۔۔۔

☆ ☆ ☆

شارلٹ اپنے نمونے کو لے آئی تھی اور کیا نمونہ لائی تھی کہ نشست گاہ میں بیٹھی این اون تک نظریں چرا کر جورڈن کو دیکھ رہی تھی جو خود لڑکا سی بنی گھوما کرتی تھی اور جسے "لڑکا نامی مخلوق" سے اتنی ہی دلچسپی تھی کہ "بس یہ بھی ایک مخلوق ہے۔۔۔"

سادھنا خاص امرحہ کو اس کے کمرے سے نکال کر لائی تھی۔

"میں نے اب تک کی زندگی میں اتنا خوب صورت انسان نہیں دیکھا۔" سادھنا نے جورڈن کی طرف انگلی

سے اشارہ کرتے ہوئے آہ صورت کہا۔

امرحہ نشست گاہ سے ذرا دور کھڑی جامد سی ہو گئی

"میں نے اتنی بڑی یونیورسٹی میں اس کے قریب قریب کا بھی نہیں دیکھا۔"

سادھنا نے امرحہ کے بازو پر چٹکی بھری "ہم اسے نظر لگادیں گے۔"

"نظر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"

جانے کس دل سے خواہش کی تھی ماما مہر نے کہ شارلٹ ہالی وڈ کا ہیرو ہی اٹھا لائی تھی۔ چند ایک فلموں میں چھوٹے بڑے کردار ادا کر چکا تھا۔ بڑے بھی کر ہی لے گا اور سپر اسٹار بن ہی جائے گا۔

ماما مہر کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس گڈے کو کس شوکیس میں سجا کر اس شوکیس کا دنیا بھر کے سامنے افتتاح کریں۔۔۔ یا ایک بڑی سی نمائش رکھ لیں کہ "دیکھو میرا داماد۔۔۔ ہے کسی کے پاس ایسا۔۔۔؟"

"تمہیں کہاں ملا شارلٹ؟" ماما مہر نے سرگوشی کی

این اون نے کان خاص ان کے قریب کر لیے۔۔۔ اف یہ سچ ہے اسے بھی معلوم کرنا تھا کہ ایسے چینی مٹی سے ہاتھ لگائے کہیں ٹوٹ ہی نہ جائے جیسے گڈے کہاں پائے جاتے ہیں۔۔۔

"ہارورڈ یونی سے ماما' جورڈن ایک شارٹ کورس کے لیے آیا تھا' کورس کیا اور چلا گیا پھر کچھ مہینے بعد آیا اور مجھے یہ انگوٹھی پہنادی۔۔۔" اس نے انگوٹھی والا ہاتھ آگے کیا' اگر نشست گاہ کی سب لائٹس بجھادی جاتیں تو انگوٹھی میں جڑا ہیرا بتاتا کہ اس کی قیمت کیا ہے وہ اتنی روشنیوں میں بھی اپنی روشنی بکھیر رہا تھا۔

"مجھے تو یقین نہیں آرہا کہ اس نے تمہیں پسند کر لیا ہے۔"

شارلٹ کا منہ اتر گیا۔ وہ بلاشبہ خوب صورت تھی لیکن جورڈن جتنی بہرحال نہیں۔۔۔ لیکن ماؤں کو تو صرف اپنے ہی بچے پیارے لگتے ہیں نا۔۔۔

"کتنی خوش قسمت ہوں میں شارلٹ!" ماما مہر نے بچوں کی طرح دونوں ہاتھ ٹھوڑی تلے ٹکائے۔

امرحہ نے ہنسی کی زیادتی کی وجہ سے منہ پھیر لیا البتہ سادھنا کو نشست گاہ سے جانا پڑا۔۔۔ کیا انداز تھا ماما مہر کا۔۔۔

"وہ فلمی ستارے آئیں گے۔۔۔ بولو مجھے شادی کے انتظامات کرنے ہیں۔۔۔ انجلینا جولی' بریڈ پٹ کے آنے کے کتنے فیصد امکانات ہیں؟ صرف خاندان کے لوگ ہوں گے یا قریبی دوست۔۔۔ اور میڈیا۔۔۔ میڈیا آئے گا۔"

شارلٹ کی گلابی رنگت پیلی سی پڑ گئی۔ اس نے آنکھیں گھما کر جورڈن کی طرف دیکھا کہ وہ ان کی طرف متوجہ تو نہیں۔ "بالکل نہیں ماما' جورڈن کو یہ سب پسند نہیں۔"

"لیکن مجھے پسند ہے یہ شارلٹ۔۔۔ تم جانتی ہو میری کتنی بڑی خواہش تھی کہ میرا کوئی بچہ ہالی وڈ اسٹار بنے لیکن کتنے برے ہو تم سب۔۔۔ سوائے عالیان کے کوئی آڈیشن دینے نہیں گیا اور میری قسمت دیکھو وہ آڈیشن میں ناکام ہو گیا' ویسے وہ ہر جگہ ٹاپ کرتا ہے۔۔۔ شارلٹ میری مانو تو بلی اب تو مجھے ایک بنا بنایا ہیرو مل گیا ہے۔۔۔ مجھے مت روکو۔"

"ٹھیک ہے ماما! چپکے سے بلوا لیجیے گا۔" شارلٹ نے کان کے قریب ہو کر کہا۔

"تم جورڈن سے یہ بھی کہنا کہ وہ فلمی ستاروں کو شادی میں ضرور بلائے خاص کر بریڈ پٹ کو۔۔۔"

سادھنا واپس آکر بیٹھ چکی تھی اور اس آخری بات پر پھر باہر جانے کو تھی۔

آریان دن بہ دن صحت یاب ہو رہا تھا سادھنا تو چڑیا کی چوں چوں پر بھی پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنستی تھی۔۔۔ این اون البتہ جورڈن کو دیکھنے میں مصروف تھی۔۔۔

"کیا آپ چاہتی ہیں میں یہاں سے اٹھ جاؤں۔" جورڈن نے بانسری سی میٹھی لے میں بہت مہذب انداز سے این اون سے پوچھا۔ این اون نے گھبرا کر ناں میں سر ہلایا۔

"برائے مہربانی اپنی نظریں مجھ پر سے اٹھا لیں یا خود کو۔۔۔ شکریہ۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

این اون خاموشی سے اس کی شکل دیکھنے لگی۔۔۔ یعنی اس نے جورڈن کے لب تو ہلتے دیکھے تھے پر آواز اس کے کانوں کے پردوں سے اندر نہیں اتر سکی تھی ۔۔۔ سادھنا کو منہ پر ہاتھ رکھ کر پھر سے باہر جانا پڑا۔۔۔

اور یوں بہار کی دلہن شارلٹ اور بہار کا گڈا جورڈن ماما مہر سے شادی کی اجازت لے گئے۔

رات بھر شارلٹ کی چمکتی ہوئی آنکھیں امرحہ کی آنکھوں میں اندھیرا کرتی رہیں۔ شارلٹ کا بھی کوئی خاندان نہیں تھا اس کی ذات پر ایک نہیں کئی سوالیہ نشان تھے، لیکن جورڈن اسے بیاہ کر لے جا رہا تھا۔ شارلٹ نے بتایا تھا کہ جورڈن کا خاندان کافی بڑا ہے اور وہ شارلٹ کو لے کر بالکل خوش نہیں ہیں اور انہوں نے صاف صاف اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا ہے، لیکن جورڈن نے ان کی ناپسندیدگی کی پروا نہیں کی اور انہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا۔

تو یہ ہوتی ہے محبت۔۔۔ بنا کسی سوال و جواب کے۔۔۔ ٹھیک ہے "محبت" کا اندھا ہونا ضروری نہیں لیکن "محبت" کا ہی اتنا بینا ہونا بھی ٹھیک نہیں۔۔۔ کہ پہلے سوال نامے کو بھرو پھر آگے بڑھو، جمع تفریق کرو حاصل جمع نکالو پھر اقرار، انکار کرو۔۔۔ اور یہ بھول جاؤ کہ محبت ہی تو سب سے پہلے ذات و نسل کا فرق مٹاتی ہے۔۔۔ عرش و فرش کا۔۔۔ تخت و خاک کا۔۔۔ کم و زیادہ کا محبت ہی تو سب برابر کر دیتی ہے۔ جز سے کل ہوتی ہے اور کل ہی رہ جاتی ہے اگر ایسا نہ کرے تو وہ محبت نہیں رہتی۔

سوال و جواب نکالتے وہ رات گزر گئی۔

اگلی رات ویرا اسے سائیکل پر بٹھا کر لے گئی وہ اسے آکسفورڈ روڈ کی طرف لیے جا رہی تھی۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔"

"یونی۔" ویرا کھڑی ہو کر سائیکل چلا رہی تھی۔

"اس وقت۔۔۔ آدھی رات کو۔۔۔؟" امرحہ مضبوطی سے سائیکل کو تھامے رہی۔

وہ بس گر جانے کو ہی تھی، اتنی بار ویرا کی رولر کوسٹر پر بیٹھ جانے کے باوجود ہر بار اسے یہی لگتا کہ یہ اس کا آخری سفر ہے اور اگلا سفر آخرت کی طرف ہو گا۔

"ہاں۔۔۔ ضروری ہے۔" ویرا نے اور تیزی سے سائیکل چلائی۔

آکسفورڈ روڈ پر اس کی سائیکل رکی تو وہ حیران رہ گئی وہاں کم سے کم پندرہ اسٹوڈنٹس اور موجود تھے ویرا نے ہینڈی کیم امرحہ کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"مجھے ٹھیک سے شوٹ کرنا۔"

"کیا کرنے جا رہی ہو تم۔۔۔!" امرحہ کا خیال تھا روڈ پر وہ سب دوڑ لگائیں گے۔

"دیکھ لینا۔" ویرا نے ہاتھوں کو رگڑا۔

خود کو گرم کرنے کے لیے پہلے ان سب نے دوڑ لگائی پھر اولڈ کیمپس کی محراب کے اندر ہو گئے تاکہ روڈ پر لگے کیمرے انہیں شوٹ نہ کر سکیں۔

"ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ دس منٹ ہیں پولیس آنے کی صورت میں کوئی کسی کا ذمہ دار نہیں ہو گا۔" ایک لڑکے نے جس نے اونچی اٹھان والی ٹوپی پہن رکھی تھی ہاتھ میں پکڑی دھاتی پلیٹ کو چمچ سے بجا کر کہا۔

امرحہ نے پولیس کے نام پر خوف سے ویرا کو دیکھا۔

"ویرا یہاں کیا ہونے جا رہا ہے۔"

"تمہارا خون۔۔۔ پھر ہم تمہیں یہاں دفن کر دیں گے۔" ویرا نے سفاکی سے کہا۔

"ٹن، ٹن، ٹن" دھاتی پلیٹ پر چمچ بجا ان بے چاروں کے پاس صرف دس منٹ تھے نا۔۔۔

زبان کے نیچے دو انگلیاں دے کر سیٹی بجائی اور محراب کے سامنے پوزیشن لیے کھڑے کمانڈوز یونیورسٹی آرک پر ٹوٹ پڑے۔۔۔ اسے سر کرنے کے لیے۔

امرحہ کو نہیں معلوم تھا کہ یونی کو سر کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔۔۔ اسے گمان سا ہوا کہ ذرا دور ایک کیمرہ چھپا ہوا ہے جس کے پیچھے جیمز کیمرون کھڑا اپنی نئی آنے والی فلم کے لیے ریکارڈنگ کر رہا ہے۔

امرحہ نے سر کو جھٹکا سا دیا "کیا وہ پاگل خانے سے بھاگے پاگلوں کے درمیان تھی۔۔۔؟"

نہیں، وہ مانچسٹر یونیورسٹی کے ان اسٹوڈنٹس کے کرتب دیکھ رہی تھی جنہوں نے خفیہ سوسائٹی بنا رکھی تھی جن میں شامل اسٹوڈنٹس، ایکس مین، اسپائڈر مین، اور جمپر بننے کے مواقع تلاش کرتے رہتے تھے، یعنی وہ افواہ درست تھی کہ چند اسٹوڈنٹس نے کئی سو فٹ اونچی آمنے سامنے کی دو عمارتوں کی چھتوں پر رسہ تان کر ان پر چہل قدمی کی۔۔۔ وہ چہل قدمی کرنے والے کون ہوں گے ان ہی میں سے کوئی نا ۔۔۔ ان چار لڑکیوں اور دس لڑکوں میں سے کوئی۔

ویرا چھپکلی آرک پر یہ جا وہ جا۔۔۔ جیسے یہ اس کا خاندانی پیشہ ہو، دیواروں پر رینگنا، چڑھائیاں چڑھنا ۔۔۔ بس سب سر کر لیتا اور جیسا کہ امرحہ سوچ رہی تھی کہ وہ اب گرے کہ تب، تو ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں گرا تھا، البتہ ان کے وہ غبارے جو انہوں نے منہ میں لے رکھے تھے اور جن میں پانی بھرا تھا وہ پھٹتے گئے اور جس، جس کا غبارہ پھٹتا گیا وہ کھیل سے باہر ہوتا گیا اور آرک سے نیچے کودتا گیا۔۔۔ جیسے پہاڑ پر درخت پر چڑھائی کی جاتی ہے ایسے ہی وہ اوپر سے اوپر جا رہے تھے۔ اصل کوہ پیما اور بن مانس بھی ان کے ساتھ آ کر مقابلہ کرتے تو ہار جاتے۔۔۔ یہ حقیقت ہے آنکھوں دیکھی، چودہ میں سے چھ اپنے غباروں سمیت یونی آرک تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان چھ نے اپنے پانی بھرے غبارے فضا میں پھوڑ کر اپنی فتح کا اعلان کیا، ان چھ میں کارل اور ویرا بھی شامل تھے۔

ونر حضرات مسکراتے ہوئے نیچے کود آئے۔

یہ کھیل کا پہلا راؤنڈ تھا، ابھی دوسرا باقی تھا، اب انہوں نے پہلے سے زیادہ وزنی اور بڑے غبارے منہ میں لے لیے، ایک دو تین کا اشارہ کیا گیا، سیٹی بجائی گئی اور لنگور حضرات، مستقبل کے ایکشن ہیروز، ہیرو ئنز پھر سے آرک پر ٹوٹ پڑے۔

ویرا کمانڈو بچے نے جنگلی گوریلے کی سی پھرتی سے کونے میں فٹ پائپ کو جھپٹا اور امرحہ نے پلکیں بھی نہیں جھپکی تھیں کہ وہ یہ جا وہ جا۔۔۔ ادھر ادھر ہاتھ پیر پھنساتی ویرا تیزی سے اوپر چڑھ رہی تھی۔۔۔ ایک تو چڑھائی اوپر سے پانی بھرے غبارے۔۔۔ آسان کام نہیں کر رہے تھے وہ۔۔۔

ایک ایک کر کے چار کے غبارے پھٹے وہ نیچے کود گئے۔۔۔ رہ گئے کارل اور ویرا، اب کارل کو ہارنا موت لگ رہا تھا اور ویرا کو ہار مان لینا۔

ویرا ایک رخ سے کارل مخالف رخ سے محراب کی چوٹی کی طرف بڑھ رہے تھے موت و زندگی کی جنگ تھی دونوں کم و بیش ایک ہی وقت میں اس سفید جھنڈے پر جھپٹے جو انہوں نے پہلے سے ہی وہاں لگا دیا تھا۔ جھنڈا ویرا اور کارل دونوں کے ہاتھ میں بیک وقت آیا تھا۔۔۔ کارل نے زور سے جھٹکا دیا ویرا گرتے گرتے بچی ویرا نے اس سے زیادہ زوردار جھٹکا دیا لیکن کارل ہلا تک نہیں اور دانت نکالنے لگا ویرا نے غبارہ اوپر ہی پھوڑ دیا جبکہ کارل نے اپنا غبارہ امرحہ کے سر پر پھوڑنا چاہا لیکن امرحہ پیچھے ہٹ گئی۔

خیالی جیمز کیمرون نے تالی بجائی اور انگوٹھے کا اشارہ دے کر کیمرہ کلوز کر دیا۔

دونوں میں سے اصل ونر کون ہے اور کس کے ہاتھ میں پہلے جھنڈا آیا اس کے لیے جو دوسرے کھلاڑی کھڑے دیکھ رہے تھے ان سے ووٹنگ کروائی گئی جس کے رزلٹ میں دس ووٹ لے کر کارل جیت گیا۔

"یہ سب تمہارے چمچے ہیں اس لیے فیصلہ کارل کے حق میں کیا ہے۔" ویرا بھڑک اٹھی وہ کارل کو سمجھتی ہی کیا تھی، نت نئی شرارتوں کا چوہادان، چوہا ہی ۔۔۔

"چلو میرے دوست اس قابل تو ہیں کہ ایسے کار آمد چمچے بن سکیں، تمہاری زنگ آلود چمچی تو اس قابل بھی نہیں ہے۔۔۔ سیڑھی لگا کر بھی دی نا تو یہ دو فٹ اوپر چڑھنے سے پہلے ہی چیخ چیخ کر سارے مانچسٹر کو اٹھا دے گی۔۔۔ مس رشیا! اپنی چمچی بدلو۔۔۔" کارل نے انگلی سے امرحہ کی طرف اشارہ کر کے منہ اٹھا کر ہنسنا شروع کر دیا، سب ہی ہنسنے لگے۔

امرحہ کا خون کھول اٹھا اور سچ تو یہ ہے کہ اس کا جی چاہا کہ کارل کا منہ یوں توڑ ڈالے کہ اسے بیس تیس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سیکنڈز کے اندر آرک کی چوٹی کو ہاتھ لگا کر دکھا دے اور غبارے کو پتھروں سے بھر کر اس کے سر پر پھوڑے۔۔۔

آہ۔۔۔ پر ایسے سپنے ہی دیکھے جاسکتے تھے۔ تصویر ٹانگنے کے لیے اگر وہ اسٹول پر کھڑی ہو جاتی تو دادا سے اسٹول پکڑواتی کہ ہل کر اسٹول اسے گرا ہی نہ دے۔ اب جو تین فٹ کے اسٹول پر ایسے کھڑا ہو گا اس پر ایسے جنگی چن طرز کے سپنے دیکھنا بنتا تو نہیں ایک زوردار سیٹی گونجی اور خفیہ سوسائٹی کے ارکان میں کھلبلی مچی ' جلدی سے وہ ایک سائیکل پر دو دو ' تین تین بیٹھے اور یہ جا وہ جا۔

سیٹی رات کو گشت کرنے والی یونیورسٹی پولیس کی آمد کا اعلان دینے کے لیے خفیہ سوسائٹی کے ہی ایک رکن نے بجائی تھی جو اسی کام پر مامور تھا۔ امرحہ بھی پولیس آگئی۔

"ہائے میری یونی گئی" امرحہ گھبرا کر چلائی ' ویرا نے اسے کھینچ کر سائیکل پر بٹھایا۔

"اب ہمیں یونی سے نکال دیا جائے گا نا۔" امرحہ نے دانت پر دانت جمائے۔

ویرا نے قہقہہ لگایا "میں پورا برطانیہ ہلا ڈالوں گی اگر کسی نے ایسا کرنا چاہا۔"

"تم تو ہلا ڈالو گی میں کیا ہلاؤں گی۔۔۔ میری تو دادی نے اس بار میری پیشانی پر لکھوا دیا ہے "منحوس ماری جہاں جاتی ہے۔ بیڑا غرق کر آتی ہے۔"

ویرا کا قہقہہ بڑا عظیم تھا۔۔۔ امرحہ کے ذہن میں آنے والا خیال اس سے بھی زیادہ عظیم تھا۔۔۔ اور اس خیال کو اس نے عملی جامہ بھی پہنا دیا۔

ہینڈی کیم سے بنی ویڈیو اس نے محترم ڈین اور انتظامیہ کو میل کر دی۔ ڈیرک سے سیکھی ایڈیٹنگ سے اس نے ویرا کو کاٹ کر نکال دیا اور صرف کارل کو رہنے دیا۔۔۔ اس کا دل چاہا کہ The Tab میں بھی بھیج دے ' لیکن ویب پر اس ویڈیو کے پوسٹ ہوتے ہی کارل یونیورسٹی میں اور زیادہ مشہور ہو جاتا کیونکہ سارے اسٹوڈنٹس ایسی حرکتوں کو بہرحال بہت پسند کرتے ہیں اور اس طرح کارل کے نام کا ڈنکا یونی میں بجنے لگتا۔

ویڈیو بھیج دی گئی۔۔۔ کتابوں اور جوتوں والا حساب برابر ہو گیا۔ امرحہ رات کو سکون سے سوئی۔۔۔ اتنے سکون سے۔۔۔ اتنے سکون سے کہ ایک گھنٹے کے اندر اندر ہی وہ خوفناک چیخ مار کر اٹھ بیٹھی۔۔۔ کارل اس کے بستر پر سانپوں سے بھرا باکس انڈیل رہا تھا۔

"اف۔۔۔ یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔" امرحہ نے اپنا پسینہ صاف کیا۔

کاش ڈین کا آئی ڈی ہیک ہو جائے یا ڈین ہی۔۔۔ ڈین ہی۔۔۔

امرحہ نے سونے کی کوشش کی اور اگلی بار گلا گھونٹے جانے سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

اب وہ کیسے مرنا پسند کرے گی۔۔۔ اس کا فیصلہ کسی اور کو کرنا تھا۔۔۔ آپ جانتے ہیں کون۔۔۔ جی وہی۔

☆ ☆ ☆

کارل کو انتظامیہ نے حاضر کر لیا۔۔۔ دو گھنٹے تک میٹنگ ہوتی رہی ' اگلی میٹنگ میں ویرا کو بھی شامل کیا گیا۔ کارل ڈوب رہا تھا تو ویرا کو بھی لے کر کیوں نہ ڈوبتا ' باقی کے کھلاڑیوں کو البتہ اس نے بچا لیا تھا۔ کارل نے اپنے دوست کی بنائی ویڈیو انتظامیہ کے آگے حاضر کر دی۔

فیصلہ تین دن کے لیے یونیورسٹی سے باہر۔ نو لیکچر ' نو کلاس۔۔۔ ساتھ وارننگ ' وارننگ مطلب عام وارننگ نہیں ' مطلب اگلی بار کسی بھی قسم کی شکایت پر سیدھا یونیورسٹی سے باہر۔

یونیورسٹی انتظامیہ ان معاملات میں کافی سخت ہوتی ہے لیکن ہر بار وہ اس بات کا خیال ضرور رکھتے ہیں کہ ان کے فیصلے سے یونیورسٹی کی ساکھ متاثر نہ ہو۔ اگر ایسے ہی اسٹوڈنٹس باہر نکالے جاتے رہے تو انگلیاں یونیورسٹی پر ہی اٹھیں گی۔

ویرا نے امرحہ سے بات چیت ہی بند کر دی ' امرحہ نے اسے منانا چاہا لیکن ناکام رہی ' ویرا کے گھر ڈین کا

فون گیا تھا اور آفیشل وارننگ لیٹر بھی تفصیلات اور ویڈیو کے ساتھ۔۔۔ کوئی کم بات تھی۔۔۔ وہ تمام کرونیکل اپنے ہنر دکھاتی رہی اور انتظامیہ نے اس کی بے عزتی کر دی۔۔۔ اصل بے عزتی اس کے فادر نے اس کی کی ' انہوں نے کہا وہ سو بار ایسی عمارتیں پھلانگے لیکن قانون کو ہاتھ میں نہ لے۔

"تم نے روس کی ناک کٹوا دی۔۔۔ تم نے کیا کیا؟" وہ بار بار یہی کہتے جاتے "پورے مانچسٹر میں تمہیں یونیورسٹی کی آرک ہی ملی تھی سر کرنے کے لیے۔۔۔ تمہیں پاس دیکھنا تھا کوئی ایک آدھ پہاڑ مل ہی جاتا۔۔۔"

وہ اتنی زور زور سے چلا رہے تھے کہ آواز ویرا کے بند کمرے سے باہر تک آرہی تھی ' امرحہ اور سادھنا دم سادھے سنتی رہیں ' ویرا سوں سوں کرتی رہی۔

"تو ویرا بھی روتی ہے۔" امرحہ کو نجانے کیوں حیرت سی ہوئی۔

"مجھے معاف کر دو ویرا!" بند دروازے کے پاس اس کی سوں سوں سننے کے بعد امرحہ نے ہمت کی اندر جانے کی۔

"تم مجھ سے نفرت کرتی ہو؟" ویرا نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اگر ہم کسی کو اپنی محبت کا یقین نہ دلا سکیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم اس سے نفرت کرتے ہیں۔"

"میں نے اپنی اور تمہاری گفتگو کارل کو سنائی ' تم نے اس کا بدلہ لیا؟"

"خدا گواہ ہے کہ نہیں۔۔۔ مجھے صرف کارل کو سبق سکھانا تھا" امرحہ نے بڑا دل لگا کر شدت سے سچ بولا ' ویرا کئی لمحطے اسے دیکھتی رہی۔

"تم بہت معصوم ہو امرحہ! بہت زیادہ۔" ویرا نے مسکرا کر کہا۔

امرحہ کے دانت نکل آئے "کیا واقعی؟"

"ہاں اور تم بے وقوفوں کی ملکہ معظمہ بھی ہو ' تم کسی کو بھی لے ڈوب سکتی ہو کسی کا بھی سر قلم کروا سکتی ہو۔" ویرا نے چلا کر دونوں لمبے لمبے بازوں کو ہوا میں لہرا کر کہا۔

امرحہ بت سی بن گئی۔۔۔ اب نہ پوچھ سکی "کیا واقعی؟"

ویرا نے اس کی بارہ بجے والی شکل دیکھی امرحہ نے اس کی "میں تمہیں کھا جاؤں گی۔۔۔" والی شکل پر غور کیا اور دونوں کے جبڑوں سے یکدم پھر پھر قہقہوں کے کبوتر نکلے۔

"یہ تم دونوں میں کیا کھچڑی پک رہی ہے آج کل؟" صبح ناشتے کی میز پر لیڈی مہر پوچھ رہی تھیں۔

امرحہ نے نان میں صرف سر ہلایا جبکہ ویرا نے منہ پھلا لیا ' لیڈی مہر نے این اون کی طرف دیکھا ' این اون آج کل لیڈی مہر کی کارندہ خاص بنی ہوئی تھی ' اور اس کارندہ خاص نے چابی کی گڑیا کی طرح سب سنا دیا۔۔۔ سب۔

لیڈی مہر کتنی ہی دیر ویرا کو دیکھتی رہیں۔

"یہ تو مجھے معلوم تھا کہ تم میں بہت کچھ خاص ہے۔ لیکن اتنا زیادہ خاص ہے مجھے اندازہ نہیں تھا اور امرحہ تم۔۔۔ تمہیں یہاں آ کر پر لگے ہیں یا تم پر اپنے سامان میں چھپا کر لائی تھیں جو تم نے یہاں آ کر لگا لیے۔۔۔؟"

دونوں کھی کھی کرنے لگیں۔

"زمین پر گھومو پھرو جو جی میں آئے کرو ' کبھی قانون نہ توڑو۔۔۔ دنیا میں ایسا کوئی شوق نہیں جسے اصولوں کو توڑ کر ہی پورا کیا جا سکتا ہو۔۔۔ حدوں سے باہر بہرحال نہیں نکلنا چاہیے خاص کر ایک طالب علم کو۔۔۔"

ویرا نے گھور کر امرحہ اور این اون کو دیکھا ' ہر طرف سے اس کی بہادری پر لعن طعن کی جا رہی تھی۔

"مجھ سے بچ جانا اب تم" ویرا نے جاپانی میں این اون کو دھمکی دی۔

"یہ مجھے جان سے مار دینے کی دھمکی دے رہی ہے آنٹی!" این اون نے فوراً ہی ایک کی تین لگا کر بتا دی۔ امرحہ کا منہ کھل گیا یعنی این اون بھی پر سامان میں رکھ کر ساتھ لائی تھی یا مانچسٹر یونی کے باغ سے توڑے تھے۔ آخری خیال پر اتفاق کیا جاتا ہے۔

یونی میں کارل آیا اسے دیکھ کر چلا گیا پھر اگلے دن وہ بس سے اتری ہی تھی کہ وہ اس کے پاس آیا اور ہاتھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سینے پر باندھ لیے۔ امرحہ نے بس کی کھڑکی سے دیکھ لیا تھا۔ وہ سنجیدگی سے یونی کی دیوار کے ساتھ کمر ٹکائے آتی جاتی بسوں کی طرف دیکھ رہا تھا یعنی مس امرحہ ینگ لیڈی آف پاکستان کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ امرحہ نے ساتھ بیٹھے اسٹوڈنٹ سے پانی کی بوتل لے کر دو گھونٹ پانی پیا۔۔۔ بس ایسے ہی گلا خشک سا ہو رہا تھا اس کا جی تو چاہا کہ اگلے اسٹاپ پر اتر جائے پر وہ ڈرتی ورتی تھوڑی تھی کارل سے۔۔۔ کیا سمجھتا ہے کارل اسے۔۔۔ ہیں؟

سینے پر ہاتھ باندھے ہڈ کیپ سے سر کو ڈھانپے وہ اسے جم کے انداز سے گھورنے لگا۔ اب وہ نہ بول رہا تھا نہ اس کا راستہ چھوڑ رہا تھا وہ کتنی بھی تیزی سے دائیں بائیں سے ہو کر نکل جانا چاہتی اتنی ہی پھرتی سے وہ اس کے آگے آجاتا۔۔۔

"میرا راستہ چھوڑو۔" امرحہ نے چلا کر کہنا چاہا لیکن آواز نکلی ہی نہیں۔۔۔ پانی۔۔۔ پانی کہاں ہے۔۔۔؟

"کیا مسئلہ ہے تمہارا کارل؟"

"تم۔۔۔"

"اب تک تم مجھے پنچ (Punch) مارتے رہے ایک میں نے مار دیا۔"

"مجھے تمہارا پنچ اچھا لگا۔۔۔ ہمیں اب دوستی کر لینی چاہیے۔"

"میں لنگوروں سے دوستی نہیں کرتی۔"

"پر مجھے مینڈکیاں پسند ہیں۔۔۔ امرحہ۔۔۔

"The Disaster Queen"

"کارل دی فتور۔۔۔" آکسفورڈ روڈ پر دونوں آمنے سامنے کھڑے لڑ رہے تھے۔

"فتور؟" ہڈ کیپ کو اس نے سر کو دائیں بائیں جھٹک کر اتارا۔۔۔ اسے غصہ آرہا تھا۔

"ہاں فتور۔۔۔ کرتے رہو اب اسے گوگل۔"

"ضرورت نہیں۔۔۔ مجھے یہ نام پسند آیا ہے۔۔۔"

"تم پر جچ بھی بہت رہا ہے بلکہ اسے اپنے نام رجسٹرڈ کروالو۔"

"Hmm۔۔۔ پھر ملتے ہیں امرحہ۔"

اس کے کراس بیگ کی اوپری جیب سے جھانکتی ایک عدد چاکلیٹ کو نکال کر وہ چلا گیا' ساتھ ہنٹ دے گیا۔ بھاڑ میں جائیں اس کے ہنٹ۔ امرحہ یونی آگئی اور سارا دن اس حد تک محتاط رہی کہ کلاس میں ہادی الرحمٰن نے پین مانگا تو وہ شک سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں چاہیے تمہیں مجھ سے پین؟"

"میرا پین کام نہیں کر رہا۔" وہ بے چارہ مصری گھبرا گیا۔

"تم کسی اور سے لے لو۔۔۔ مجھ سے ہی کیوں مانگ رہے ہو؟"

"تم میری ساتھ کی سیٹ پر بیٹھی ہو اور اتفاق سے مجھے یہ غلط فہمی رہی تھی کہ تم کافی خوش اخلاق ہو اور پین نامی چیز عاریتاً" مانگ لینے پر ایسے خونخوار نہیں ہو جاتی ہوگی۔"

"میرے پاس کوئی پین نہیں ہے۔" تین پین اس کے بیگ میں رکھے تھے۔

پامیلا نے اس سے کہا۔ "تھوڑی دیر کے لیے میری بکس اور لیپ ٹاپ کو سنبھال سکتی ہو مجھے کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ تک جانا ہے' صرف پندرہ منٹ کے لیے۔"

"میں خود بھی وہیں جا رہی ہوں۔" کہہ کر وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی' نہیں وہ سائی کے پاس جا رہی تھی۔۔۔ پورا دن وہ نفسیاتی مریضہ بنی رہی۔

چند دن گزرے تو وہ اس واقعے کو بھولنے لگی اسے اور بھی بہت کام تھے جیسے کہ پاکستانی اسٹوڈنٹ سوسائٹی کے ساتھ مل کر امرحہ سوشل ورک کر رہی تھی۔ مقامی ہسپتال کے لیے انہیں فنڈز اکٹھے کرنے تھے' بچوں کے بہرے اور اندھے پن کے علاج کے لیے۔

امرحہ شزا سے اچھے خاصے پونڈز نکلوانے میں کامیاب ہو چکی تھی' ساتھ ہی شزا نے اسے اپنے "پرانے" اور "بے کار" بیگ' جوتے اور کوٹ دیے تھے جو امرحہ نے اپنے اور آرٹ ڈیپارٹمنٹ کی لڑکیوں کو اچھے داموں میں بیچ دیے۔ وہ عالیان کے پاس بھی گئی تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ پھر سے چھپ کر اسے دیکھ

رہی تھی اور وہ ایک دم سے اس کے سامنے آگیا تھا۔

"میں فنڈز جمع کر رہی ہوں۔" وہ گھبرا گئی باکس آگے کیا۔ ثبوت!

اس نے چند پونڈ فنڈ باکس میں ڈال دیے اور جانے لگا۔

"بچوں کے اندھے اور بہرے پن کا علاج ہونا ہے علاج مہنگا ہوتا ہے ہمیں زیادہ پونڈز چاہئیں۔" اس کی پشت سے گھوم کر وہ جلدی سے آگے آئی اس کا راستہ روک لیا۔ اسے زیادہ پونڈز نہیں اس کا زیادہ وقت چاہیے تھا۔

اس نے اپنے کراس بیگ میں سے ساری کتابیں نکال کر ہاتھ میں پکڑلیں اور بیگ کے پیندے میں پڑے ہوئے سکوں کو اکٹھا کیا اور فنڈز باکس میں ڈال دیے۔۔۔ اور پھر سے جانے لگا۔

"کتنے شرم کی بات ہے عالیان۔۔۔! تم نے کتنا کم فنڈ دیا ہے۔"

"میرے پاس جتنے تھے میں نے سب اس باکس میں ڈال دیے ہیں۔" وہ بے زاری سے بولا۔

"یہ تو بہت بری بات ہے' بلکہ قریب قریب بے عزتی کی۔" اس نے کہتے اپنے بیگ میں سے جلدی سے دس پونڈ نکالے اور باکس میں ڈال دیے۔

"یہ دس پونڈ کی ٹوئیٹ میں نے تمہاری طرف سے باکس میں ڈال دی ہے' اب تم مجھے دس پونڈ واپس کر دینا۔۔۔ ٹھیک ہے کر دینا یاد سے۔" امرحہ کو اپنی بہادری پر حیرت ہوئی۔

عالیان خاموش اسے دیکھ رہا تھا۔

"جب چاہے کر دینا' میں جلدی نہیں مچاؤں گی۔" امرحہ کہہ کر پلٹ آئی' جیسے وہ اسے دیکھ رہا تھا' اس پر تو امرحہ نے یونی کے بیچ بیٹھ کر دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دینا تھا۔ لیکن اس بار کوئی اس کے سامنے گھٹنوں کے بل آکر نہیں بیٹھے گا' وہ یہ بھی جانتی تھی۔ اس بار مغرب و مشرق کا تال میل نہ ہوگا اس بار اسے چپ نہ کروایا جائے گا۔۔۔ نہ جان۔۔۔ نہ پہچان یونیورسٹی میں کوئی امرحہ نہیں۔۔۔ اسی یونیورسٹی میں کوئی عالیان بھی نہیں۔

کارل فوراً" اس کے پاس آیا اور صرف دو پونڈ باکس میں ڈالے "یہ لو' آج سے ہم دوست ہیں۔" چمکدار دانتوں کی نمائش کی۔۔۔ خوامخواہ۔

امرحہ نے فنڈ باکس کو کھول کر دو پونڈ نکالے' اس میں اپنے بیگ سے دو پونڈ نکال کر شامل کیے اور اسے واپس کیے۔

"یہ لو' دوبارہ ایسی بات نہ کرنا۔" اس کی آخری دھمکی کی وجہ سے وہ نفسیاتی مریضہ بن گئی تھی۔ اب یہ دوستی کی فرمائش بھی اسی کی کڑی ہوگی۔

کارل نے اپنی آنکھیں چندھیالیں' اس کے پاس اس شہہ کی مات فی الحال نہیں تھی' وہ زیر لب مسکرایا۔ جب وہ ایسے مسکراتا تھا تو مطلب اس کا یہ ہوتا کہ مجھے اچھا لگا۔۔۔ بہت اچھا لگا۔۔۔ میں نے انجوائے کیا' ویسے وہ یونی کا ایک ایک لمحہ ہی انجوائے کر رہا تھا۔

وہ ہر کھیل کا بادشاہ تھا۔ اس کے سر پر فتح کا تاج سجتا تھا۔ یونیورسٹی میں وہ اسٹوڈنٹ یونین کے صدر سے زیادہ مقبول تھا اور ظاہر ہے اپنی حرکتوں کی وجہ سے تھا۔ اب یونی میں موجود کمپیوٹر کو ایک اسٹوڈنٹ استعمال کر کے اٹھتا ہے تو فوراً" اس پر کارل بیٹھ جاتا ہے اپنے موبائل کو اس کمپیوٹر سے جوڑ کر ننھا منا سا لیکن خطرناک ہیکنگ سوفٹ ویئر عارضی طور پر انسٹال کرتا ہے اس کمپیوٹر پر استعمال ہوئے تازہ تازہ آئی ڈی کے پاس ورڈز کو توڑتا ہے اور بس۔۔۔

نہیں وہ بلیک میل نہیں کرتا۔۔۔ ہرگز نہیں وہ آئی ڈی اور پاس ورڈ کا غلط استعمال بھی نہیں کرتا' بس وہ تھوڑا بہت ڈیٹا' کچھ تصویریں' کچھ پیغامات' کچھ چیٹ موبائل میں محفوظ کر لیتا ہے اور پھر اسے دی پرنٹ ورک کے کسی مہنگے ریسٹورنٹ میں لنچ ڈنر کروا دیا جاتا ہے' سینما کی ٹکٹ لے دی جاتی ہے' کھانے پینے کی دوسری اشیا اس کی وارڈروب میں بھر دی جاتی ہیں اور اسی وارڈروب میں چند اور نئی شرٹس آجاتی ہیں' نئے شوز بھی اور اسے اپنی نئی کار استعمال کے لیے دی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

جاتیں جنہیں وہ دنوں واپس نہ کرتا جب تک مانچسٹر کی ایک ایک سڑک کی سیر نہ کر لیتا۔۔۔ بس یہی سب چھوٹا بڑا۔۔۔ وہ بھی سب اپنی خوشی سے کرتے ہیں وہ مجبور نہیں کرتا۔

اسٹوڈنٹس کے گھروں میں Prank کالز کرنا بھی اس کا مشغلہ ہے، لیکن اس مشغلے کا استعمال وہ اس وقت کرتا جب وہ انسانوں سے بور ہو چکا ہوتا۔ وہ اسٹوڈنٹس کے بارے میں انتہائی سنجیدگی سے مختلف کہانیاں گھڑ کر ان کے گھر والوں کو سناتا اور اگلے دن وہ بے چارے ہال میں بھاگے آتے کہ آخر سلویا کیوں خود کشی کرنے جا رہی تھی۔۔۔ صرف سامنے کے دو دانت ٹوٹ جانے پر خود کشی۔۔۔؟

اور شیلے راتوں کو اٹھ اٹھ کر الو کی آوازیں کیوں نکالتا ہے وہ بھی کھڑکی سے آدھا دھڑ باہر نکال کر۔۔۔ کیا وہ الو کی طرح اڑنے کی کوشش بھی کرتا ہے؟ اوہ گوش۔۔۔ اور یہ کرسٹی کو بلیوں سے اتنی الرجک کیوں ہونے لگی ہے کہ اس نے تین بلیوں کا قتل کر دیا اور انہیں اپنے بیڈ کے نیچے دفنا دیا اور جس دن اسے قتل کرنے کے لیے کوئی بلی نہیں ملتی وہ بلی کی صورت والی اپنی ہال میٹ لڑکیوں پر حملہ کر دیتی ہے۔۔۔ Dhuzz۔۔۔ Dhuzz کرسٹی قاتلہ بنتے جا رہی ہے۔

اور روفی وہ کیا کرنا چاہتا ہے آخر، وہ اپنے کیمسٹری کے پروفیسر کو دیکھتے ہی پاگلوں کی طرح کیوں چلانے لگتا ہے اور ہال کی آخری منزل کی چھت پر آدھی رات کو چڑھ کر وہ کسے آوازیں دیتا ہے۔۔۔ کیا، کیا اس کا کہنا ہے کہ مارلن منرو اس سے ملنے آتی ہے۔۔۔ آہ میرا روفی۔۔۔ وہ تو بہت لائق تھا۔ ہال میں والدین اپنے پاگل، دیوانے بیمار ذہن بچوں سے مل جاتے اور بچے سوچ سوچ کر پاگل ہو جاتے کہ آخر یہ کون ہے جو ان کے گھر راتوں کو فون کرتا ہے اور والدین یہ سوچتے کہ بچے ان سے کچھ نہ کچھ تو چھپا رہے ہیں۔۔۔ لیکن کیوں، اس کی کیا وجہ ہے۔۔۔؟

وجہ کارل تھی اور کافی بڑی وجہ تھی۔

امرحہ کافی آگے جا چکی تھی کارل سے مکالمہ میں اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ کارل بھاگ کر اس کے سامنے آیا۔

"ٹھیک ہے نہیں کرتا دوستی کی بات۔۔۔ ویسے میں بہت اچھا انسان ہوں۔"

"مجھے تم جیسے انسانوں سے دور رہنا چاہیے۔"

"میں پاکستان کو بہت پسند کرتا ہوں، کاش وہ میرا ملک ہوتا، خاص کر لاہور پر تو میں فدا ہوں۔" اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"مجھے تشویش ہو رہی ہے، پاکستان کی قسمت کو لے کر خاص کر لاہور کو لے کر۔"

"میں بزنس ٹائیکون بن جاؤں گا تو پاکستان کو کافی بزنس دوں گا۔"

"اف، اتنے برے حالات کبھی نہیں آئیں گے میرے ملک پہ۔۔۔"

"کیونکہ جتنے برے آنے تھے وہ تو تمہاری پیدائش سے آ چکے ہوں گے نا۔۔۔" پوری جان سے قہقہہ لگاتا وہ چلا گیا۔

امرحہ تو سناٹے میں ہی آ گئی، اسے بہت بری لگی اس کی آخری بات، حقیقت میں اب تک کی جانے والی ساری باتوں اور حرکتوں میں سب سے زیادہ بری بات، وہ کون تھا اس کے ماضی کے بارے میں ایسی خطرناک بات کرنے والا۔

جس طرح کا کارل تھا اور جو بات وہ کر گیا تھا امرحہ کو یقین سا ہو گیا کہ وہ اس کی پیدائشی تاریخ جان چکا ہے۔ ہاں ایسا ہو گیا ہے، وہ کسی نہ کسی طرح سے اس کا ماضی بھی جان چکا ہے، اب وہ یونی میں ان باتوں کا اشتہار لگاتا پھرے گا نا۔

☆ ☆ ☆

وہ جان گیا کہ ڈین کو ویڈیو بھیجنے کا معرکہ مارنے والی پاکستان میں کس حیثیت کی مالک رہی ہے۔ امرحہ نے اپنا فون، اپنا بیگ چیک کیا کہ ضرور اس نے ان میں کوئی چپ (chip) لگا دی ہوگی یا ویرا سے لگوا دی ہوگی جو بعد میں ویرا جینفر لارنس طرز کی صورت پر بمشکل

معصومیت طاری کر کے کہہ دے گی۔

"مجھے کیا پتا تھا وہ تمہاری نحوست کے بارے میں جان جائے گا۔"

وہ اور دادا اکثر ماضی کے بارے میں بات کرتے رہتے تھے۔ وہ اپنے فون کو ایم ایس سی کرنے والے مارک کے پاس لے گئی اس سے اس کی اچھی ہائے ہیلو تھی۔

"مارک! اسے چیک کرو اس میں کوئی ایسا سسٹم تو نہیں جس سے کوئی اور میری باتیں سن سکے۔"

"تم مذاق کر رہی ہو؟" فون اس نے ہاتھ میں لے لیا اور سیدھا ان باکس میں پہنچا، کیونکہ یہ ایک یونیورسل عادت بن چکی ہے۔ فون کسی کا بھی ہو جانا سیدھا ان باکس میں ہوتا ہے۔

"میرے پیغامات پڑھنے بند کرو۔۔۔ میں سنجیدہ ہوں۔ اس میں کوئی ایسی چپ لگی ہے تاکہ کوئی میری ساری گفتگو سنتا رہے۔"

مارک سنجیدگی سے فون چیک کرنے لگا پھر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہاں! تمہارا شک ٹھیک ہے، اس میں ایک سسٹم فٹ ہے۔"

"اوہ!" امرحہ کا گلابی سفید رنگ سیاہ پڑ گیا۔

"تم اس بٹن کو دباؤ گی تو ساری یونیورسٹی دھماکے سے اڑ جائے گی اور اس بٹن کو دباؤ گی تو پورا مانچسٹر غائب ہو جائے گا۔۔۔ اور اس تیسرے بٹن کو دبانے سے تم خود غائب ہو جاؤ گی، تم لوگوں کو نظر آنا بند ہو جاؤ گی۔۔۔ میرا خیال ہے تم اس تیسرے بٹن کا استعمال کرو۔۔۔"

فون اس کے آگے کر کے وہ اسے ایک ایک بٹن کے بارے میں سنجیدگی سے بتانے لگا۔۔۔ بے حد سنجیدگی سے۔۔۔ پھر فلک شگاف قہقہہ لگایا۔

"کیا تمہارے پیچھے اسکاٹ لینڈ یارڈ کی پولیس لگی ہے امرحہ؟" ہنسنے سے فارغ ہو کر اس نے پوچھا۔

سب ایک سے بڑھ کر ایک تھے اسکاٹ لینڈ یارڈ کی پولیس بہتر تھی کارل سے۔۔۔ اسے کارل ناپسند تھا جبکہ وہ تو اتنا پیارا تھا۔۔۔ ہر فن مولا سا۔۔۔ سوچتا، کرتا اور ہو جاتا۔۔۔ آخر کتنے ہیں دنیا میں ایسے لوگ۔۔۔؟

جب بھی وہ دیوار کے ساتھ کمر ٹکائے، ایک ٹانگ کو کھڑا دوسری کو ترچھا دیوار پر جمائے دونوں ہاتھوں کو جیب میں رکھے کھڑا ہوتا تو اس کی آرتی اتارنے کو دل چاہتا ایک تو اس لیے کہ وہ آس پاس والوں کو "مجھے رک کر، پلٹ کر دیکھو۔" پر مجبور کر دیتا دوسرا اس لیے کہ "یہ بھونچال یہاں کھڑا ہے، کاش تاقیامت یہاں ہی کھڑا رہے، یہیں کھڑے کھڑے اس کا مجسمہ بن جائے، اب یہ حرکت نہ کرے۔"

مائیکل انجیلو اس کا مجسمہ بناتا تو اسے ایک اور زندگی خدا سے مستعار لینی پڑتی صرف اتنی سی بات سوچنے کے لیے کہ وہ ایک خوب صورت انسان کا مجسمہ بنائے یا خوب صورت شیطان کا۔۔۔ یا۔۔۔ یا۔۔۔ یا۔ بس زندگی تمام ہو جاتی اس کی۔

وہ بے حد گورا تھا، گلابی گورا، نیلی آنکھیں، پتلی ناک، گھنی بھنویں، لمبی گردن اور ذرا سا لمبوترا چہرہ۔۔۔ قد ویرا سے ذرا کم عالیان سے ذرا زیادہ۔۔۔ کبھی کبھی مونچھیں رکھ لیتا تو ایسے لگتا کسی قدیم سلطنت کا جنگجو سلطان ہے جو شیروں کو دائیں بائیں بٹھا کر طعام کیا کرتا تھا۔۔۔ اور ان ہی کی طرح دھاڑا کرتا تھا۔

ہاں وہ اتنا خوب صورت ضرور تھا کہ اگر گاؤں کی مٹیاریں پانی کے گھڑے اپنی لچکیلی کمر پر ٹکائے پگڈنڈی پر چلتے کارل کے پاس سے گزرتیں تو ضرور کہتیں۔

"وے تو کینا سوہنا اے۔۔۔ کج خدا دا خوف کر۔۔۔ وے تو اینا سوہنا کیوں اے۔۔۔؟"

کارل مسکرا دیتا ہے اور شانے اچکا دیتا ہے۔۔۔ اور مٹیاروں کے سبھی گھڑے۔۔۔ ہاہا۔۔۔ Dhuzz۔۔۔ Dhuzz۔۔۔ Dhuzz۔

رات کو امرحہ سادھنا کے کمرے میں آئی وہ آریان کے لیے چند تحائف پیک کر رہی تھی۔

"عالیان گھر کیوں نہیں آتا؟" امرحہ نے پوچھ ہی لیا۔

"وہ پہلے ویک اینڈ پر آ جاتا تھا پھر اس کی ماما نے منع کر دیا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"منع کیوں کر دیا؟" امرحہ سادھنا کی مدد کرنے لگی۔

"میں نہیں جانتی، کبھی کبھار رات گئے آجاتا ہے۔"

"کب... میں نے اسے کبھی آتے نہیں دیکھا...؟"

"ایک دو بار سے زیادہ نہیں آیا، رات گئے آتا ہے۔ کچھ دیر ٹھہر کر چلا جاتا ہے۔ زیادہ وہ کھڑکی کے راستے آنا پسند کرتا ہے اسی لیے لیڈی مہر کے کمرے کی کھڑکی اندر سے بند نہیں ہوتی، اسی مہینے اس کی سالگرہ آنے والی ہے تو وہ آئے گا کیک لے کر۔"

"اسی مہینے... اچھا تمہیں پکا معلوم ہے اسی مہینے نا...؟"

"ہاں!" سادھنا مسکرانے لگی۔

"اچھا... یعنی وہ پھر چنا منا سا کیک لے کر کھڑکی کے راستے آئے گا۔" امرحہ یکدم خوش سی ہو گئی۔

لیکن اس بار اسے بچا ہوا کیک نہیں ملے گا، چلو کوئی بات نہیں... حالات برے ہو چکے تھے تو اچھے بھی ہو ہی جائیں گے... آخر کو ایک دن سب ٹھیک ہو ہی جائے گا... امید کے پودے کو پانی دیتے رہنا چاہیے اور اسے اتنا تناور کر دینا چاہیے کہ مایوسی کا جنگل دور دور تک اگنے ہی نہ پائے... ویسے بھی سائی کہتا ہے۔

"اختتام پر سب نہ سہی لیکن بہت کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔"

امرحہ کہتی ہے "اختتام پر سب برا ہو گا تو کچھ اچھا بھی تو ہو گا نا... بلکہ ضرور اچھا ہی ہو گا سب۔"

اور میرا یہ کہنا ہے کہ اختتام کو بھول جائیے... زندگی ہر پل صرف شروعات کا نام ہے... اسے تن دہی سے جاری و ساری رکھیں۔

اگلے دن یونی میں وہ کلاس لے کر نکلی ہی تھی کہ دادی نے بہت خاص وقت نکال کر اسے شرف بات چیت سمجھا... وہ بھی ان کی پسند کے جوابات دیتی رہی۔

"نہیں ناچنے گانے والی جگہ پر نہیں جاتی... ہاں کلب نہیں جاتی دادی، حلال گوشت ہی کھاتی ہوں، سہولت سے مل جاتا ہے... جی وہ لوگ جاتے ہیں، مجھے یونیورسٹی چھوڑنے، پھر جاب پر... گھر لے کر بھی آتے ہیں، اکیلی نہیں جاتی میں، دادی بالکل اکیلی نہیں نکلی گھر سے...."

"تم پاکستان آ رہی ہو...؟"

"پاکستان!" اس کا سانس اٹکنے لگا تو اصل بات یہ کرنی تھی۔

"کب ختم ہو رہی ہے تمہاری پڑھائی...؟"

"کیوں کیا کرنا ہے آپ کو؟"

"تمہاری شادی اور کیا...؟"

"کیا کہہ رہی ہیں دادی؟" اس نے چلا کر پوچھا۔

"شادی... شادی!" دادی اس سے زیادہ چلائیں۔

"آپ بول کیوں نہیں رہیں دادی! مجھے آپ کی آواز نہیں آ رہی۔"

"بول تو رہی ہوں... حماد دیکھو اسے کیا ہوا اس کی تصویر تو نظر آ رہی ہے اسے میری آواز کیوں نہیں جا رہی۔"

"ہماری آواز آ رہی ہے تمہیں... میں تمہیں نظر آ رہا ہوں کیا؟"

"دادی بولیں نا... کہاں چلی گئیں... اچھا میرا لیکچر ہے میں جا رہی ہوں۔"

وہ اسکائپ سے لاگ آف ہو گئی اور لفظ شادی شادی اس کے کانوں میں سائیں سائیں کرنے لگا۔

"تمہارا رنگ پیلا پڑ رہا ہے امرحہ۔" قریب سے گزرتی جمیکا نے رائے زنی کی۔

☼ ☼ ☼

"-In the memory of katy the cat"

یہ وہ بورڈ تھا جو امرحہ کی کلاس فیلو لورین کی پشت پر زنجیر میں پرویا جھول رہا تھا۔ رات اس کی بلی کا انتقال ہو چکا تھا اور آج وہ سوگ منا رہی تھی۔ اس نے کالی شرٹ اور اسکرٹ پہن رکھی تھی اور بال برش نہیں کیے تھے منہ بھی نہیں دھویا تھا۔ رو رو کر اس کی

آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور اس نے رات سے کچھ نہیں کھایا تھا یہ بھی نظر آ رہا تھا۔ امرحہ اس کے پاس گئی اس کی بلی کا افسوس کرنے۔ زندگی میں پہلی بار وہ کسی جانور کے مرنے کا افسوس کر رہی تھی اور کافی مشکل سے ہنسی روک کر رہی تھی۔

"کیسے مری بے چاری بلی...؟"

"ایسے نہ کہو امرحہ! وہ بے چاری ہرگز نہیں تھی بہت بہادر تھی، پرنسز تھی...."

"او پرنسز کیٹی کیسے مر گئیں لورین...؟"

غم کی شدت سے لورین پھر بے قابو سی ہو گئی آنکھیں ٹشو میں چھپالیں اور ایک ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ اس کی موت کے بارے میں نہ پوچھا جائے اسے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ امرحہ آنکھیں پٹ پٹا کر اسے دیکھتی رہی، بلی کی یاد میں دونوں ہاتھ گود میں رکھ لیے۔ اب سچ یہ تھا کہ امرحہ کو دور کے عزیزوں کی وفات پر رونا نہیں آیا کرتا تھا اب لورین کا ساتھ دینے کے لیے کیسے رو لیتی اور لورین کی جان پر آخر کیا مصیبت ٹوٹ پڑی تھی کہ ایک بلی کے لیے ایسے جان ہلکان کر رہی تھی، باقی سب سنجیدگی سے اس سے کیٹی پرنسز کا افسوس کر کر کے جاتے رہے ایک امرحہ ہی اس بے چاری لورین کا غم نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

کچھ لوگ لورین جیسے حساس تھے کہ جانور کے لیے آنسو بہا رہے تھے اور کچھ کارل جیسے کہ انسانوں کو ہی آٹھ آٹھ آنسو رلا رہے تھے۔

امرحہ جاب سے واپس آ رہی تھی۔ رات کا وقت تھا وہ بس میں بیٹھی تھی جو تقریباً" خالی ہی تھی۔

"ہائے ڈی کوئین!" کارل کی آواز اس کی نشست کی دوسری طرف کی رو کی نشست سے آئی اس نے ہڈ پہن رکھا تھا اور ہڈ کیپ سے سر کو پیشانی تک چھپا رکھا تھا۔

امرحہ اپنے چہرے پر وہ بے زاری لے آئی جو دادی اسے دیکھ کر لے آیا کرتی تھیں، اب وہ سمجھی دادی کا قصور نہیں تھا بعض لوگوں کو دیکھ کر ایسے ہی منہ بن جایا کرتے ہیں۔ آج کی رات خوفناک خواب دیکھتے گزرنے والی تھی، رات کے اس وقت اسے جو دیکھ لیا تھا وہ اور عالیان سائیکل کا استعمال بہت کرتے تھے خدا جانے آج وہ بس میں کیوں سوار تھا۔

"تم مجھے بری طرح سے نظر انداز کر رہی ہو، آخر کو ہم یونی فیلو ہیں... پھر میرے تم پر کتنے احسانات بھی تو ہیں خاص کر وہ، اگر میں ہارٹ راک میں وہ ڈسک نہ چلواتا تو سوچو عالیان جیسا بور انسان تمہارا سر کھا رہا ہوتا اور تم مجھ جیسے سپر فاسٹ، سپر ہیرو سے محروم ہو جاتیں۔"

"کتنی بد قسمت لڑکی ہو گی وہ جس کا وہ ہیرو ہو گا یعنی بیوی، بے چاری نے ایسے ہی مذاق میں کوئی بات کہہ دی اور کارل نے اس مذاق کا جواب دینے کے لیے اسے چھت سے الٹا لٹکا دیا یا فریج میں بند کر دیا ورنہ لانڈری مشین میں ٹھونس کر گھما دیا اور نہیں تو غریب کا ایک آدھ کان ہی کاٹ لیا..." امرحہ سوچتی رہی اور کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی۔

"آج صرف تمہارے لیے میں بس میں سوار ہوا ہوں۔"

امرحہ نے ذرا سی گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا، مسکراہٹ اس کی آنکھوں میں چمک رہی تھی۔ امرحہ کو خوف سا آیا "یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔"

"بس کے کرائے میں، میں اپنے پونڈ ضائع نہیں کرتا۔" وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کی نشست کے پاس آ گیا۔

"جو دو پونڈ تم نے مجھے دیے تھے ان میں چند پونڈ اور ملا کر میں یہ لے آیا ہوں۔" اس نے وہ ہاتھ جو ہڈ پاکٹ میں تھا نکالا اور چھن سے ایک ہتھکڑی نکل کر سامنے آئی۔ پلک جھپکنے کی دیر تھی کارل نے اس کے ہاتھ جو اگلی نشست کی پشت کے گول راڈ پر رکھا تھا میں ہتھکڑی ڈال کر راڈ کے ساتھ لاک کر دیا۔

"یہ..." امرحہ دنگ رہ گئی اس نے ہتھکڑی کو جھٹکا دیا۔

"کارل کیا بدتمیزی ہے یہ؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

”بدتمیزی نہیں جواب‘ میں ادھار نہیں رکھتا‘ لڑکیوں کا تو بالکل نہیں۔“ وہ بڑی شان سے مسکرایا ”کیونکہ میں Count Destroyer ہوں نا....“

”کارل مذاق بند کرو....“

”مذاق کل یونی میں کریں گے....“ کہتا وہ اسٹاپ پر رکتی بس سے اتر گیا۔

”کارل!“ وہ اٹھ کھڑی ہوئی‘ ہتھکڑی جھٹکنے لگی۔

”کارل رک جاؤ.... اسے کھول کر جاؤ....“ وہ چلائی لیکن کانوں میں ائرفون لگائے تیز انگلش میوزک پر آڑا ترچھا ہوتے وہ دور ہوتا چلا گیا۔

بس میں سوار چھ افراد اسے دیکھنے لگے۔

”میری مدد کریں۔“ وہ تیز آواز میں چلائی سب کے سب بیٹھے دیکھ رہے تھے آگے نہیں آرہے تھے اس کی آواز پر جیسے چونک گئے اور اس کی طرف آئے۔

”اوہ.... یونیورسٹی کے چوزے جو نہ کریں وہی کم ہے.... آخری اسٹاپ تک انتظار کریں وہیں کچھ ہوگا‘ میں آفس فون کردیتا ہوں‘ وہ اسے کھولنے کا انتظام رکھے۔“ ٹکٹ چیکر نے کہا۔

آخری اسٹاپ‘ اتنی دور‘ اور پھر رات۔“ امرحہ نے گہرے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل رکھنا چاہا ورنہ غصے سے وہ راڈ کے ساتھ سر پھوڑ لینے کو تھی‘ یہ اس نے کیا کیا اس نے کارل جیسے فتور سے ٹکر کیوں لی‘ کیا ضرورت تھی‘ کتنی پاگل تھی امرحہ.... ایک ایسی لڑکی جو سردیوں کی راتوں میں کچن تک اکیلے پانی پینے نہیں جایا کرتی تھی‘ نے ڈین کو کارل کی ویڈیو بھیج دی۔ ایک ایسی لڑکی بھی جو چوہے کو پھدکتے دیکھ کر آسمان ہلا دینے والی چیخیں مارنے والی نسل سے تعلق رکھتی تھی‘ اس نے ”دی کرائے کڈ“ کی نسل سے تعلق رکھنے والوں سے ٹکر کیوں لی.... اس نے یہ فاش غلطی کیوں کی۔ ایک ایسا ماحول جہاں لڑکیاں ہلکی رفتار سے چلتی بس کے پائیدان کے راڈ کو پکڑ کر اس میں بیٹھ جانے کو بڑا معرکہ سمجھتی ہیں وہ یونیورسٹی آرک سر کرلینے والوں کو کیسے اور کیوں للکار بیٹھی۔

وہ ایک ایسے ماحول سے تھی جہاں لڑکی کار تو چلاتی ہے اسے دھکا نہیں لگاتی وہ سر اٹھا اٹھا کر اونچی دیواروں‘ عمارتوں‘ پہاڑوں کو ضرور دیکھتی ہے انہیں پھلانگنے کا نہیں سوچتی۔ حفاظت کے پیش نظر اگر کوئی گن‘ پستول گھر میں رکھی ہے تو وہ تاعمر اسے ہاتھ میں پکڑ کر نہیں دیکھتی کہ اسے کھول کر اس میں میگزین کیسے بھرتے ہیں اور اسے چلانے کے لیے سیکھنے کی جرات بھی نہیں کرتی کہ یہ اس کا کام نہیں ہے۔ بھلے سے چور‘ ڈاکو‘ قاتل اس کے پیٹ میں دو گولیاں اتار دے وہ ایک گولی بھی چلانے کی جرات نہیں کرے گی کہ یہ تو اس کا کام ہی نہیں ہے۔ یہ کام تو اس کا باپ کرے گا‘ بھائی‘ شوہر یا بیٹا‘ وہ نہیں۔

بجلی کے فیوز ٹھیک کرتے یہ اپنے باپ بھائی کے پاس اوزار لے کر کھڑی ہو جاتی ہے اس فیوز کو خود سے ٹھیک کرنے کی غلطی نہیں کرتی.... سیکھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.... بھلا وہ کیوں سیکھے اور کرے یہ کام تو مردوں کے ہیں نا.... ناجانے کسی کائناتی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ سارے کام صرف مرد ہی کریں گے۔

بس کی نشست سے بندھی بیٹھی وہ رو دینے کو ہو گئی لیکن روئی نہیں‘ بائیں ہاتھ سے فون نکالا ویرا کو کیا وہ تو بھڑک اٹھی۔

”تم پہلے ہی میری ناک کٹوا چکی ہو۔“

یعنی ویرا کی ناک کا دارومدار بھی اسی پر تھا.... چچ چچ.... لو کٹ گئی ناک.... آتی ہوں میں‘ اس وقت تک تم جی بھر کر رو لو.... مینڈکی۔“ وہ دھاڑی۔

آخری اسٹاپ پر بس رکی تو ٹرانسپورٹ کے عملے کا ایک رکن اس کی ہتھکڑی کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ رات کے اس وقت وہ کٹر حاصل کرنے میں ناکام ہو چکے تھے۔ ہانپتی کانپتی ویرا بس میں آئی اس کا سانس بری طرح سے پھول رہا تھا۔

”ہٹیں میں کرتی ہوں۔“ آتے ہی اس نے سب کو ایک طرف کیا اور ہاتھ میں پکڑی باریک سلاخ سے چند منٹ کی کوشش سے اس کی ہتھکڑی کھول دی۔

جب وہ ہتھکڑی کو کھولنے کی کوشش کر رہی تھی تو عملے کے چھ ارکان اسے مشکوک انداز سے دیکھ رہے

تھے۔

”تم پولیس میں ہو؟“ ایک نے پوچھ ہی لیا۔

”میں پولیس میں کیوں ہوں گی‘ میں سابقہ سی آئی اے ایجنٹ ہوں۔“ ویرا نے بھنویں تان کر سنجیدگی سے کہا۔

”سابقہ کیوں؟“ شک اور بڑھ گیا۔

”میں نے بارک اوباما کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی‘ گن میں اس کی کنپٹی پر رکھ چکی تھی۔“ ویرا نے پہلے سے زیادہ سنجیدگی سے کہا اور اسے لے کر بس سے اتر آئی۔ ان چھ کی شکلیں دیکھنے لائق تھیں۔

”تم واقعی میں سی آئی اے کی ایجنٹ رہ چکی ہو.... تم نے اوباما کو مارا کیوں نہیں؟“ ویرا کو سب آتا تھا پتا نہیں وہ مانچسٹر یونی سے ماسٹرز ان بزنس ایڈمنسٹریشن کیوں کر رہی تھی۔

ویرا نے جواب میں اس کی گردن دبوچ لی۔

”تم میرے پاپا کے پاس جاؤ گی یا انہیں یہاں بلوا لوں۔“

انہیں بلوا لو.... لیکن کارل کے لیے.... التجا کرتی ہوں میں ویرا!“ امرحہ نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔

”وہ چھوٹے موٹے کیس ہینڈل نہیں کرتے۔“

ویرا نے غصے سے اپنی رولر کوسٹر کو اسٹارٹ کیا۔

”تمہارے لیے آسکتے ہیں‘ تم ہو مشن امپاسبل۔“

سارے راستے ویرا غصے سے بڑبڑاتی رہی اسے سناتی رہی وہ چپ کرکے بی بی سی۔ ویرا سروس سنتی رہی۔

ویرا نے سائیکل روکی پر وہ مشتل کاک تو نہیں تھا.... وہ تو وہ جگہ تھی جہاں عالیان رہتا تھا اور ساتھ ہی کارل.... ہمارا کارل۔

”ویرا! تم یہاں کیوں آئی ہو؟“

”چلو‘ تم اندر ایک مکا مارو کارل کے منہ پر....“ ویرا نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے لیا۔

”نہیں‘ میں نہیں جاؤں گی اندر‘ مجھے کچھ نہیں کہنا کارل سے.... بس ختم۔“

”پھر مجھ سے دوستی ختم کرو....“ Anselm ہال کے باہر وہ دونوں آمنے سامنے کھڑی تھیں‘ ایک ہاتھ چھڑا کر بھاگ جانے کو تھی ”امرحہ“ ایک ہاتھ سے گھسیٹ کر اندر لے جانے پر مصر تھی ”ویرا“

”مجھے تمہاری جیسی بزدل دوست نہیں چاہیے۔“ ویرا دھاڑی۔

”میں اندر چلی جاتی ہوں لیکن میں کارل کو کچھ نہیں کہہ سکتی.... میری بات سمجھنے کی کوشش کرو.... میں یہ نہیں کرسکتی۔“

جواب میں ویرا اسے اپنے ساتھ اندر لے آئی اور اندر داخل ہوتے ہی گرج دار آواز میں نظر آنے والے پہلے لڑکے سے کارل کے بارے میں پوچھا۔ کوریڈور میں اور بھی لڑکے تھے ویرا کی آمد اور ایسی آواز سے متوجہ ہو گئے۔

”وہ وہاں میوزک بار میں۔“ شاہ ویز نے پورے دانت نکال کر ہاتھ کا اشارہ کرکے بتایا بھی اور ساتھ آگے کو بھی ہو گیا کہ آئیے محترمہ کارل پر جو عذاب نازل کرنا ہے اس کے لیے میں آپ کو چلتا ہوں اس کار خیر میں میرا حصہ بھی ڈلنے دیجیے۔

آس پاس کے جو دوسرے تھے وہ بھی میوزک بار کی طرف بڑھنے لگے ایسے بنا ٹکٹ کا فرسٹ شو کون مس کرنا چاہے گا بھلا۔

کچھ لڑکے اوپر کی طرف لپکے کہ باقی ہال میٹس کو بھی بلالائیں کہ ویرا کارل کا پوچھتی اس وقت آئی ہے اور اس انداز میں آئی جیسے ہال سے باہر روس کی فوج کو پوزیشن لیے کھڑا کر آئی ہو‘ ایک‘ دو‘ تین.... فائر.... اندر نظر دوڑائی ویرا نے امرحہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ میوزک بار کے دروازے میں کھڑے ہو کر اس نے میوزک بار میں سامنے کاؤنٹر تھا جس کے پار تین بار ٹینڈر کھڑے تھے۔ کاؤنٹر کے عین سامنے والے حصے میں کرسیوں اور میزوں کو پار کرکے اسنوکر ٹیبل رکھا تھا جس پر کارل اسنوکر کھیل رہا تھا۔ باقی اسٹوڈنٹس ادھر ادھر کھڑے‘ اٹھے بیٹھے تھے۔

کارل اسنوکر اسٹک (Stick) کو پکڑے ٹیبل پر جھکے ایک آنکھ کو بند کیے گیند کو ہٹ کرنے ہی لگا تھا کہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ویرا دانت پیس کر کہا۔

"کارل!" کارل نے آنکھ کھولی' مسکرایا اور اس طرف سر گھما کر دیکھا جس طرف ویرا کھڑی ہی نہیں تھی۔۔۔ ڈرامے باز۔۔۔ پھر اس نے سر اٹھایا ویرا کی طرف گھمایا۔۔۔ ویرا اس کے ساتھ امرحہ۔۔۔ اور امرحہ کے آگے پیچھے Anselm ہال کا مجمع۔ "اٹس شو ٹائم یونی چک"

Its show time uni chick

"امرحہ! تم آ گئیں' کافی دیر لگ گئی تمہیں تو آنے میں۔" اس نے دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بہت سست ہوتی ہے ٹرانسپورٹ کی انتظامیہ۔۔۔ اگر میں مانچسٹر کا میئر بن گیا جو کہ مجھے بننا ہی ہے تو میں ضرور اس طرف توجہ دوں گا لیکن میرے میئر بننے کے وقت کے آنے سے پہلے تک کے لیے سوری۔"

اسنو کراسنک اس نے ایسے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی جیسے اے ایس فائیو زیرو کی Sniper Rifle یہ ویرا کو نشانے پر رکھا تھا۔۔۔ ٹھاہ۔۔۔ Dhuzz

ویرا ڈیڈ مین کی سنجیدگی لیے اس کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔ "ویرا یہ کر سکتی تھی۔"

"ویرا! تم مجھے اتنے پیار سے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔ مجھے تشویش ہو رہی ہے' میں دل کے عارضے سے ہلاک ہونا نہیں چاہتا۔"

ویرا نے اپنا وہ ہاتھ جو اس کے کراس بیگ کی جیب کے اندر تھا نکالا اور ہاتھ میں پکڑی بوتل کا اسپرے اس کی آنکھوں پر کر دیا۔۔۔ ایک دم سے۔

"آہ! کارل چلا اٹھا اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے اور تیزی سے پانی کی تلاش میں باہر کی طرف لپکنا چاہا کہ ویرا نے دوسری بوتل نکالی اور آنکھوں کو رگڑتے" آہ آہ کرتے ادھر ادھر میز کرسی سے ٹھوکر کھاتے کارل پر تیزی سے اسپرے کرنے لگی۔

"اوہ گوش۔۔۔ اتنی گندی بدبو۔۔۔" ایک ایک نے اپنی ناک پکڑلی امرحہ کو بھی اپنی ناک پکڑنی پڑی۔

جتنے لڑکے کارل کے پاس کھڑے تھے وہ تیزی سے کارل سے دور ہوئے۔۔۔ بدبو کی انتہا تھی بس۔۔۔ ویرا نے پوری بوتل خالی کر دی۔۔۔ پھر ہاتھ باندھ کر ہٹلر مار اسٹائل میں کھڑی ہو گئی۔

"اب کچھ بھی کر لو کارل! ایک ہفتے سے پہلے اس شینل فائیو سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے' میں سائنس دان بن گئی تو ضرور اس خوشبو سے جلد چھٹکارا پانے کے لیے کچھ کروں گی' لیکن میرے سائنس دان بننے کے وقت کے آنے سے پہلے تک کے لیے سوری کارل۔"

امرحہ کا جی چاہا کہ وہ تالیاں بجائے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا وہ پلٹی تو میوزک بار کے دروازے کے ساتھ شانہ ٹکائے کھڑے عالیان پر اس کی نظر پڑی وہ بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا اور پیارا بھی۔۔۔ امرحہ نے سوچا کہ وہ ایسے ہی کھڑا رہے اور باقی سب غائب ہو جائیں تو کتنا اچھا رہے۔

امرحہ کا ہاتھ پکڑ کر ویرا باہر نکلی اور اپنے پیچھے انہوں نے قہقہوں کا طوفان ابلتے سنا' ہال کے اسٹوڈنٹس کارل' کارل' کہہ کر دیوانوں کی طرح ہنس رہے تھے ان میں عالیان بھی شامل تھا۔ ان سب نے مل کر میوزک بار کے دروازے کو بند کر لیا تاکہ وہ باہر نہ جا سکے۔ کاؤنٹر پر رکھی کسی کی سوفٹ ڈرنک سے کارل نے اپنی آنکھیں دھونی چاہیے لیکن شاہ ویز نے لپک کر وہ ڈرنک اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ سب نے ساری ڈرنکس اٹھا کر کارل سے دور کر دیں' "امرحہ دی لاسٹ ڈک۔۔۔ کارل دی آخ۔۔۔ خ۔۔۔ خ۔" عالیان نے اس کے قریب جا کر اپنی ناک پکڑ کر کہا۔ کارل نے اسے دھکا دے کر پیچھے کیا اور میوزک بار سے باہر جانا چاہا اس کی آنکھیں جل رہی تھیں اسے ایک پل قرار نہیں آ رہا تھا۔۔۔ لیکن سب لڑکی بار کے دروازے پر براجمان تھے وہ اسے باہر جانے نہیں دے رہے تھے دھکا مار کر پیچھے کر دیتے۔

"ایک ایک کو دیکھ لوں گا میں۔" کارل چلایا۔

"دیکھ لینا۔۔۔ ابھی تو ہمیں سونگھ لینے دو۔۔۔ اف آخ خ۔"

کارل نے عالیان کو دبوچ لیا۔ "لو سونگھو مجھے۔۔۔ آؤ میرے پاس۔"

عالیان کا بدبو سے دم گھٹنے لگا۔ کارل ایک ایک کے قریب جا کر انہیں دبوچ رہا تھا "آؤ گلے ملو مجھ سے۔۔۔ آؤ۔" ساتھ وہ ہنستا جا رہا تھا عالیان تو ہنس ہنس کر دیوانہ ہو رہا تھا۔

کارل نے رک کر چندھی آنکھوں سے عالیان کو دیکھا اسے یہ منظر اچھا لگا۔

"اسے تنگ کرنے میں بہت مزا آتا ہے اس کی شکل دیکھنے والی ہوتی ہے۔" کارل عالیان کی گردن دبوچتے ہوئے کہا۔

شینل فائیو کی خوشبو بھی سونگھنے والی ہے۔۔۔ اف اتنی بدبو۔۔۔ آخ۔"

"میں تمہاری ناک پھوڑ دوں گا۔"

"جتنی بدبو ہے یہ کام ہمیں خود ہی کرنا پڑے گا۔۔۔ ہاں ایک ہفتے کے لیے خالی کر دو سب۔۔۔"

"کارل کو ہی نکال باہر کرتے ہیں نا سب۔" شاہ ویز چلایا۔

اور پھر سب نے مل کر اسے اٹھایا اور ہال سے باہر پھینک آئے۔

ساری رات S.T.Anselm ہال میں یہی سب چلتا رہا۔ ہنس ہنس کر ان کے سر درد کرنے لگے تھے وہ اسے بار بار اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے۔

کارل کو عطر معطر کرنے کے بعد مانچسٹر کی سڑکوں پر سے گزرتے ویرا ہنس ہنس کر پاگل ہوئی جا رہی تھی۔

"تمہیں یہ سب کس نے سکھایا ہے۔۔۔ تم نے میری ہتھکڑی بھی کھول دی۔"

"پاپا نے۔ فوجی رہے ہیں وہ۔۔۔ تم ڈگری لے لو تو روس آنا۔۔۔"

"اچھا! کیا بالکل تمہارے جیسی ہو جاؤں گی؟"

"یا میرے جیسی ہو جاؤ گی یا پہلے سے بھی جاؤ گی۔"

ویرا سائیکل سے اتر گئی۔

"چلو تم سائیکل چلاؤ۔"

"مجھے نہیں آتی۔۔۔"

"چلاؤ گی تو آ جائے گی۔"

"مجھے سیکھ کر کیا کرنا ہے۔۔۔؟"

"سیکھنے سے پہلے کیا کیوں نہیں کرتے۔" ویرا نے اسے زبردستی سائیکل پر بٹھا دیا اور ہینڈل کو پکڑے رکھا لیکن اس نے بیٹھتے ہی سائیکل گرا دی۔۔۔ ویرا نے اسے اٹھایا' بٹھایا' اس نے چند پیڈل مارنے کے بعد پھر خود کو اور سائیکل کو گرا دیا۔ ویرا نے اسے پھر چلانے کے لیے کہا۔

اگر سکھانے والا نہیں تھک رہا تھا تو سیکھنے والے کو بھی کچھ شرم کرنی چاہیے تھی۔ سائیکل گر گر کر چلتی رہی۔۔۔ امرحہ قریباً" قریباً" سنسان ہوئی سڑکوں پر سائیکل گرا اور چلا رہی تھی۔۔۔ اسے اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ گر گر کر اٹھنا اٹھ کر گر جانا۔۔۔ ابتدا ایسے ہی ہوتی ہے' گرنے سے ڈرنا نہیں چاہیے۔۔۔ جلد ہو جانے سے' حرکت نہ کرنے سے خوف کھانا چاہیے۔۔۔ جب ساری کائنات کتاب بنی کھلی پڑی ہو تو انسان کو شاگرد ضرور بن جانا چاہیے۔۔۔ دیر نہیں کرنی چاہیے۔۔۔ دیر ہو جائے تو مزید دیر نہیں کرنی چاہیے۔

آسمانوں کے سب ہی دروازے کھلے پڑے ہیں۔۔۔ آئیں ان دروازوں کے اس پار کود جائیں۔۔۔ اس سے اگلے پار۔۔۔ کیونکہ یہ سب انسان کو ہی کرنا ہے۔۔۔ اور یہ سب انسان ہی کر سکتا ہے۔

زمین بچھی ہوئی ہے اور فلک تنا ہوا ہے اور کائنات لامحدود پھیلتی جا رہی ہے اور ہر لمحے یہ پکار کرتی ہے "آؤ اور مجھے پالو۔۔۔ میرے فاتح بن جاؤ۔"

☼ ☼ ☼

"وقت تمہیں زندہ رکھے عالیان۔۔۔

بہاریں تم پر فدا ہو جائیں۔۔۔ وہ تم سے جدا ہونے پر نالاں رہیں۔

قسمت کا قلم اگر تمہارے لیے کوئی دکھ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہے تو میں سر کو سجدے میں جھکاتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ ایسا کرنے سے پہلے قسمت کی یادداشت کھو جائے اور وہ تمہارے نام دکھ لکھنا بھول جائے۔

جو دروازہ کھلتا ہے وہ بند بھی ہوتا ہے تم پر کبھی بند

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دروازوں پر دستک دینے کی نوبت نہ آئے۔۔۔ رحمتوں کے دروازے تم پر کھلیں اور انہیں کبھی بند ہونے کا حکم نہ ملے۔۔۔ اور تمہاری جان میں آب حیات حلول کر جائے۔"

پورے چاند کے آسمان اور چن من ستاروں سے سجی رات میں وہ کھڑکی کے پاس کھڑی اپنے ہاتھ سے بنائے کارڈ پر لکھ دی گئی ان دعاؤں کو زیر لب دہرا رہی تھی' بار بار۔۔۔ وہ ان میں مزید دعاؤں کا اضافہ کر رہی تھی۔

"بے سکونی کے سائے اندھے اور بہرے ہو جائیں تم تک آنے کے لیے انہیں کوئی راہ دکھائی اور سجھائی نہ دے۔"

وہ کھڑکی میں کافی دیر سے کھڑی تھی ہر آہٹ پر اسے لگتا تھا بس وہ آگیا ہے جبکہ بارہ بجنے میں کافی وقت تھا۔

اور وہ وقت سے دس منٹ پہلے آگیا تھا۔۔۔ بیگ کو پشت پر لٹکائے اس میں چھوٹا سا کیک چھپائے۔ بادام کا منا سا کیک کاٹ لیا گیا تو وہ واپس جانے لگا۔ امرحہ اپنی کھڑکی میں ہی کھڑی تھی نجانے کیوں اسے امید تھی کہ وہ ایک بار تو ضرور اس کے کمرے کی کھڑکی کی طرف دیکھے گا۔۔۔ لیکن جیسے خاموشی سے وہ آیا تھا ویسے ہی خاموشی سے جا رہا تھا۔ وہ جا رہا تھا۔

اس کی چال میں شکست خوردگی اتنی نمایاں ہو گئی کہ امرحہ کا دل پھوٹ پھوٹ کر رونے کو چاہا' جو جگنو اس کے گرد گول گول گھومتے نظر آئے تھے' وہ اس کے قدموں تلے مردہ ہونے لگے۔ وہ ٹمٹما کر بجھ رہے تھے۔

امرحہ کا جی چاہا کہ بھاگ کر جائے اور ان مردہ جگنوؤں کو پھونکیں مار مار کر اس کے گرد گول گول گھومنے پر مجبور کر دے ورنہ التجا ہی کر لے۔۔۔ ورنہ آواز دے کر اسے روک لے اور کہے کہ بادام کیک مجھے چاہیے۔۔۔ ضرور ہی چاہیے۔۔۔ مجھے دے دو عالیان۔۔۔ پلیز۔۔۔ لیکن اس نے آواز نہیں دی اور اسے کیک بھی نہیں ملا۔

ابھی وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوا تھا کہ اس نے مڑ کر اس کھڑکی کی طرف دیکھا جس سے وہ ایک بار کودا تھا۔

امرحہ نے دیکھا کہ اس نے گردن کو موڑ کر دیکھا۔ ہاں اس نے دیکھا۔۔۔ اور پھر فوراً" ہی گردن گھمالی جیسے کسی نے اس کے پیروں تلے کی زمین کھینچ لی ہو۔۔۔

اپنے پیچھے اندھیرے کو چھوڑتے وہ چلا گیا۔ امرحہ کھڑکی میں ہی کھڑی رہ گئی۔

"یہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔" امرحہ نے خود سے چھپ کر سرگوشی کی۔

"میں اس سے کبھی معافی حاصل نہیں کر سکوں گی۔" اپنے گالوں کو اس نے کھڑکی کی چوکھٹ کے ساتھ ٹکا دیا۔

"اب مجھے اس سے خوف آتا ہے اور یہ ایک خوفناک جذبہ ہے۔"

قسمت کے اندھیرے جنگل میں سرسراہٹ ہوئی' دعائیں ان میں سے ہو ہو کر گزریں۔۔۔ امرحہ نے اللہ کو اسی شدت سے یاد کیا جس شدت سے اس کے گم ہو جانے کے بعد کیا تھا۔۔۔ اس نے دعا کی تھی کہ وہ گم ہو چکے عالیان کو واپس لے آئے۔۔۔ اور اب بھی اس نے یہی دعا کی۔۔۔ "گم ہو چکا عالیان واپس آجائے۔۔۔ اے خدا۔"

☼ ☼ ☼

یہ اگلی رات کا قصہ ہے۔

وہ اپنی جاب سے واپس آ رہی تھی بس اسٹاپ کی طرف پیدل۔۔۔ آج پھر سے اس نے ایک گاہک کا دس ہزار پونڈ سے زیادہ کا بل بنا دیا تھا جبکہ اس کے جوتے کی قیمت صرف سو پاؤنڈ تھی۔

صبح اس نے اٹھ کر سفید کارڈ پر نیلے' پیلے' سرخ سرخ ستارے چپکا دیے تھے' پھر شٹل کاک کے لان میں سے ایک پیلا پھول توڑ کر احتیاط سے بیگ میں رکھ لیا تھا۔ زیادہ پھول وہ لے کر نہیں جا سکتی تھی۔

جلدی جلدی کرتے بھی جب وہ صبح اس کے ڈیپارٹمنٹ تک گئی تو وہ کلاس میں جا چکا تھا۔ حالات

پہلے جیسے نہیں تھے کہ وہ اس کی کلاس میں جا کر کہتی کہ میری بات سن لو' اسے اپنی کلاسز بھی لینی تھیں۔ عالیان کوئی لیکچر مس نہیں کرتا تھا اس کی آخری کلاس کے وقت سے ذرا پہلے وہ اس کے ڈیپارٹمنٹ آگئی۔

وہ' ویرا اور چند دوسرے دوست ایک ساتھ باہر نکلے' عالیان کے ہاتھ میں چند کارڈز تھے اور اس کے کراس بیگ میں سے پھول جھانک رہے تھے۔ امرحہ نے عالیان کے اکیلا ہونے کا انتظار کیا۔ اسے کارل کا بھی ڈر تھا کہ وہ کہیں قرب و جوار میں ہی نہ ہو۔ عالیان کو اپنی سائیکل کی طرف جانا تھا' اس کی سالگرہ کا دن تھا لیکن وہ مسکرا نہیں رہا تھا اس سے زیادہ تو وہ امرحہ کی سالگرہ کے دن مسکرا رہا تھا۔

ویرا عالیان کے ساتھ ہی تھی' ویرا کو بھی اپنی سائیکل لینی تھی' لیکن ویرا نے اپنی سائیکل نہیں لی۔۔۔ وہ عالیان کی سائیکل کے پیچھے بیٹھی۔

امرحہ ذرا دور خود کو چھپا کر کھڑی تھی۔۔۔ کھڑی کی کھڑی ہی رہ گئی تھی۔

ویرا نے آج اتنی خوب صورت گلابی پھول والی فراک کیوں پہن رکھی تھی۔ گلابی جوتے اور لمبے بالوں کو اس نے آج کس محنت سے سنوارا تھا۔ امرحہ آج اس کے ساتھ سائیکل پر نہیں آئی تھی جیسا کہ اب اکثر وہ یونی بس میں آجایا کرتی تھی۔ وہ صبح ویرا کو دیکھ ہی نہیں سکی تھی۔ ویرا جو یونی میں اپنی خوب صورتی کے لیے بھی مشہور تھی آج اس خوب صورتی کو چیلنج کرتی کیوں نظر آ رہی تھی؟

عالیان نے سائیکل چلائی اور ویرا نے بیٹھے بیٹھے شرارت سے اس کی سائیکل کو گرانے کے لیے ہلایا اور سائیکل ڈگمگا گئی۔

کتنا برا منظر تھا یہ۔۔۔ مانچسٹر میں دیکھا جانے والا سب سے برا منظر۔۔۔ مانچسٹر میں وقوع پذیر ہونے والا بدترین منظر۔

یونیورسٹی کے در و دیوار سے آکاس بیلیں لپٹ گئیں۔ آکسفورڈ روڈ پر دلدلی جھاڑیاں جا بجا پھوٹنے لگیں اور آکسفورڈ روڈ دلدل میں بدل گیا۔

چرچ کے گھنٹے کی ٹن ٹن ٹن نے مانچسٹر کے آسمان کو سر پر اٹھا لیا۔ پیلا پھول بیگ میں رکھے رکھے اپنی موت آپ مر گیا۔ سفید کارڈ پر چپکے ستارے جھڑنے لگے۔ "ثابت ہوا وقت انسان کا فرماں بردار نہیں ہے"

اس کے بازو پر سخت گرفت پڑی۔ امرحہ چونکی وہ بس اسٹاپ سے آگے نکل آئی تھی۔ وہ اتنی ست روی اور معلق سی حالت میں چلتی رہی تھی کہ رات کافی ہو چکی تھی۔

اس کے بازو پر پڑنے والی گرفت نے اسے پتلی سڑک کے اندر گھسیٹا وہ چیخ مارتی اس سے پہلے ہی ماسک سے منہ کو چھپائے اس انسان نے غرا کر کہا۔

"تمہاری آواز نکلی تو میں تمہاری کھال ادھیڑ دوں گا۔" کلچ کی آواز کے ساتھ ایک تیز دھار چاقو نکلا اور اس کی پسلی کے ساتھ مس ہوا۔

سارے جہان کا خوف امرحہ کی آنکھوں میں سمٹ آیا' بند سڑک کے نیم اندھیرے ماحول میں اس نے کالے ماسک میں پوشیدہ آنکھوں کو دیکھا جن کی پتلیاں بمشکل دکھائی دے رہی تھیں۔

"کیا چاہتے ہو۔۔۔ میرے پاس بیس پونڈ سے زیادہ نہیں ہیں۔" امرحہ کی آواز کانپ رہی تھی ایک خدشہ اسے یہ بھی تھا کہ یہ کارل ہو گا' اسے ڈرا رہا ہو گا۔

ماسک مین نے پوری قوت سے اپنا دایاں پیر اٹھا کر امرحہ کے پیر پر دے مارا' تکلیف سے امرحہ بلبلا اٹھی اگر اس نے جوگرز نہ پہن رکھے ہوتے تو اس کے پیر کی کھال ادھڑ جاتی۔ پیٹ کے بل امرحہ سڑک پر بیٹھتی چلی گئی اور جیسے ہی وہ جھکی اس نے پورا زور لگا کر امرحہ کو ٹانگ ماری۔۔۔ اس بار امرحہ سڑک پر گر گئی۔

"کون ہو تم کیا چاہتے ہو۔" خوف سے امرحہ چلائی۔

وہ نیچے اس کے قریب جھکا اور ہاتھ میں پکڑے چاقو کو اس کے بازو پر رکھا اس کی نوک کو اندر کرنے لگا۔

چاقو امرحہ کی کھال سے چھوا۔۔۔ اندر گھسا۔۔۔ خوف سے امرحہ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جیسے اسے بہت مزا آ رہا تھا یہ کرتے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بتایا تو ہے تمہاری کھال۔۔۔" چاقو کو اس نے گھمایا۔ امرحہ نے سارا خوف بالائے طاق رکھ کر چیخ مار دی اور پیچھے کی طرف بھاگی۔

"ہیلپ!"

وہ بڑے آرام سے اٹھا اور اس کی طرف آیا۔ امرحہ کی قسمت خراب کہ وہ پتلی گلی نما سڑک بند تھی اور امرحہ اس کے آگے سے ہو کر نہیں جا سکتی تھی۔

"ہیلپ۔۔۔ ہیلپ!" ساتھ اس نے بیگ میں سے فون نکالنا چاہا لیکن اس کے ہاتھوں میں اس بری طرح کپکپاہٹ تھی کہ وہ بیگ کی زپ بھی نہیں کھول سکی' وہ بند گلی کے آخری کنارے کی دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑی تھی اور وہ بڑے مزے سے اس کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔

"اگر اب تمہاری آواز نکلی تو میں تمہارا گلا کاٹ دوں گا۔"

"خدایا۔۔۔ اے اللہ۔۔۔" امرحہ نے بلند آواز سے کہا وہ بس بے ہوش جانے کو تھی۔

"اللہ۔" وہ استہزائیہ ہنسا۔

دیوار کا سہارا لینا امرحہ کے لیے محال ہو رہا تھا وہ بس گر جانے کو تھی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" ایک تیز ٹارچ کی روشنی گلی میں چمکی۔ ماسک مین تیزی سے بھاگ گیا ٹارچ والا گلی کے اس حصے کی طرف آیا جس طرف امرحہ تھی۔

خوف اور تکلیف سے امرحہ کو ٹھیک سے دیکھنے اور سمجھنے میں وقت لگا۔

"اوہ خدایا۔۔۔ کیا ہوتا رہا ہے یہاں؟" وہ امرحہ کو دیکھ کر بری طرح چونکا امرحہ نیچے بیٹھ گئی اس کے لیے کھڑا رہنا مشکل ہو رہا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ گھٹنوں کے بل اس کے قریب بیٹھ گیا۔ امرحہ نے خوف سے ہی اسے بھی دیکھا اور اٹھنے کی کوشش کی۔

"ٹھہرو۔ میں تمہارے لیے پانی لاتا ہوں۔"

آدمی جلدی سے گیا اور پانی کی بوتل لے آیا۔

"لو یہ پیو اور اپنی سانسیں درست کرو۔ پرسکون ہو جاؤ' میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں۔"

امرحہ ہاتھ سے پسینہ صاف کرنے لگی۔ اس کی سانسیں قابو میں ہی نہیں آ رہی تھیں۔

"اس طرف ساتھ ہی میرا اسٹور ہے' میں کوڑا دان میں کوڑا ڈالنے آیا تو مجھے ہیلپ کی آواز آئی۔ تم میرے اسٹور میں چل کر بیٹھ سکتی ہو' آؤ میرے ساتھ میں پولیس کو فون بھی کرتا ہوں۔"

"نہیں پولیس رہنے دیں۔ کیا آپ مجھے ٹیکسی میں بٹھا سکتے ہیں؟"

"رکو لڑکی! تم ایسے نہیں جا سکتیں تم غیر ملکی ہو تمہارے ساتھ مانچسٹر میں یہ سلوک برداشت نہیں کیا جائے گا' جو ہم خود اپنے ساتھ برداشت نہیں کر سکتے۔ آؤ میرے ساتھ۔" وہ ادھیڑ بوڑھا آدمی آگے چلنے لگا۔

امرحہ کو ناچار اس کے ساتھ جانا پڑا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر اس کا اسٹور تھا۔ کہنی سے اوپر اس کے دائیں بازو میں کافی تکلیف تھی وہ جگہ خون سے گیلی ہو رہی تھی "تمہیں کوئی چوٹ تو نہیں آئی؟"

"نہیں۔ میں ٹھیک ہوں اسے میرا بیگ چاہیے تھا بس۔۔۔"

تھوڑی دیر میں پولیس آ گئی امرحہ نے سارا واقعہ بتا دیا۔

"آپ پہچانتی ہیں اسے؟" پولیس مین پوچھ رہا تھا۔

"وہ ماسک میں تھا۔"

"آواز؟"

"نہیں جانتی اسے۔۔۔ آواز بھی نہیں۔"

"آپ یونیورسٹی اسٹوڈنٹ ہیں اکثر اسٹوڈنٹ ایسے مذاق کرتے ہیں۔" "نہیں۔ وہ یونیورسٹی اسٹوڈنٹ تو نہیں لگتا تھا اسے میرا بیگ چاہیے تھا۔"

"کیا اس نے مانگا تھا یا چھینا تھا؟"

"مانگا تھا۔ میں نے نہیں دیا تو مجھے گرا دیا اس نے۔"

"اس کے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر بھی آپ نے اسے دینے سے انکار کر دیا جس میں صرف بیس پونڈز تھے' آپ کو ڈر نہیں لگا؟"

"بوکھلاہٹ میں' میں نے انکار کر دیا۔۔۔ سب ایک دم سے ہوا۔"

پولیس کی گاڑی ہی اسے گھر چھوڑ گئی۔ گھر آ کر اس نے بازو کا حال دیکھا۔ گہرے رنگوں کی وجہ سے خون نظر نہیں آیا تھا۔ فرسٹ ایڈ باکس کچن سے لا کر اس نے بہت مشکل سے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کی پٹی کی۔ فرسٹ ایڈ باکس میں کوئی اینٹی بائیوٹک نہیں تھی اور اسے بازو پر کافی تکلیف ہو رہی تھی' گرم دودھ میں ہلدی ڈال کر اس نے پی لی اور کمرے میں گم صم بیٹھ گئی۔

خاموش۔۔۔ بالکل چپ۔۔۔

"میں ایک بہادر لڑکی ہوں۔" بہت دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے خود سے کہا۔

"میرے بازو میں تکلیف ہے' لیکن میں اسے برداشت کر سکتی ہوں۔ مجھے رونا آ رہا ہے' لیکن میں روؤں گی نہیں۔۔۔ میں خوف زدہ ہوں' لیکن میں اپنے خوف پر قابو پا لوں گی۔ یہ عمل کا ردعمل ہے۔ میں اسے اپنی حکمت عملی سے بدل دوں گی۔۔۔ میں اسے ٹھیک کر لوں گی۔۔۔ مجھے ڈرنا نہیں چاہیے۔۔۔ مجھے ڈرنا نہیں چاہیے۔۔۔ میں اکیلی ہوں' لیکن اکیلا ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ بزدل یا کمزور بن جایا جائے۔"

☼ ☼ ☼

ویرا صبح کے قریب گھر واپس آئی تھی۔ عالیان کے کلاس فیلوز اور ہال میٹس نے اس کے لیے برتھ ڈے پارٹی کا انتظام کیا تھا ویرا وہیں تھی رات بھر۔۔۔

روسی دھن کی سیٹی بجاتی جب ویرا اپنے کمرے میں چلی گئی تو امرحہ نے اٹھ کر اپنے بیگ میں سے کارڈ نکال کر الماری میں رکھے باکس میں رکھا' پھول تو اس نے مسل کر آکسفورڈ روڈ پر ہی پھینک دیا تھا اگر وہ پھول عالیان کو دے بھی دیتی تو کیا وہ لے لیتا' لے لیتا تو چلتے چلتے کہیں بھی پھینک دیتا' وہ تو رات بھر مزے سے پارٹی کرتا رہا تھا۔ امرحہ بھی مانچسٹر میں موجود ہے۔ وہ یہ بھول چکا تھا۔

کبھی تو وہ اس کی دوست رہی تھی اس کبھی کے لیے ہی وہ اسے پارٹی میں بلا لیتا۔ امرحہ شو اسٹور پر سارا وقت اس پارٹی کے بارے میں سوچتی رہی تھی۔

گھسی ہوئی تین جینز کی پینٹوں میں سے کوئی ایک اس نے پہنی ہو گی شاید ہلکے مٹے مٹے نیلے رنگ کی اور یونیفارم کی طرح جانی جانے والی' کئی کئی بار استعمال کی جانے والی چند گنی چنی مخصوص ٹی شرٹس میں سے کوئی ایک شاید کالی جس کی پشت پر موٹے تناور درخت کی صرف جڑیں سرمئی رنگ میں پھیلی پڑی تھیں اور جو عالیان کو بہت پسند تھی یا شاید نیلی پر سفید وہی سفید جس کی فرنٹ پر سرچ می (ڈھونڈ لو مجھے) لکھا تھا۔

"آخر تمہارا کیا مطلب ہے کہ کیا ڈھونڈ لیا جائے تم میں سے؟"

"جنہیں کچھ ڈھونڈنا ہو گا وہ کیا کیوں تو نہیں پوچھیں گے نا۔۔۔ وہ تو بس کر گزریں گے۔"

"کیا کر گزریں گے؟"

وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ "تم نہیں سمجھو گی۔"

اور وہ نہیں سمجھی تھی۔ ٹھیک کہا تھا اس نے۔۔۔

اس کے پاس گھسے ہوئے اور پرانے کپڑے ہی تھے یہ میں نے چار سال پہلے لی تھی۔ یہ تین سال پہلے۔ یہ جوتے جرمنی' فرانس' یونان تک جا چکے ہیں' ابھی بھی دیکھ لو کتنے اجلے اجلے ہیں اور مضبوط بھی' ان کے ساتھ مزید تین چار ٹورز کیے جا سکتے ہیں۔"

"تم کافی کنجوس ہو۔۔۔ پرانی شرٹس کو تم خود تراش خراش لیتے ہو یا جو کو دے دیتے ہو اور وہ فرانس کے قدیم و جدید تجریدی آرٹ تمہاری شرٹس پر بنا دیتی ہے مجھے تو اس کی بنائی علامتوں سے بغاوت کی بو آتی ہے۔"

"ہاہاہا۔ باغی ہی ہے۔ اس کے تجریدی آرٹ سے بنی شرٹس کو جب میں پہنتا ہوں تو اسے بہت آرڈرز ملتے ہیں اسی لیے تو وہ اتنی امیر ہے۔ میں تو اس کا چلتا پھرتا ماڈل ہوں اور میں کنجوس بالکل نہیں ہوں امرحہ۔ ! صرف فضول خرچ نہیں ہوں۔ میرے اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کر اس بیگ کو دیکھو' بتاؤ یہ کتنا پرانا ہے؟"

کم سے کم دس سال پرانا۔" امرحہ نے چڑ کر کہا۔

"ہاہا... نہیں یہ یونی کے پہلے دن سے میرے ساتھ ہے چند ایک بار پھٹ چکا ہے' لیکن میں اسے سلائی کروا دیتا ہوں دھولیتا ہوں۔ میں ایک یونیورسٹی اسٹوڈنٹ ہوں فیشن ماڈل نہیں جو نت نئے کپڑوں کو پہن کر ہی یونیورسٹی آسکتا ہے بس... یہ بیگ' یہ جوتے اور کپڑے صرف استعمال کی چیزیں ہیں انہیں چیزیں ہی رہنے دینا چاہیے۔ جنون نہیں بنا لینا چاہیے۔ انسانی ترقی کا راز ان میں ہے نا ہی یہ اس ترقی کے رضا کار ہیں ان کے لیے پاگل ہونا پاگل پن ہے۔"

"ایک سال میں تم کتنی خریداری کرتے ہو؟"

"بہت کم ضرورت پڑتی ہے' ماما' مور گن' شارلٹ کرسمس پر گفٹ دے دیتی ہیں۔ کچھ دوست جو موٹے ہو جاتے ہیں یا جن کی وارڈروب میں مزید گنجائش نہیں رہتی کپڑے جوتے رکھنے کی وہ کم قیمت پر نیلامی کر دیتے ہیں میں اور کارل وہ لے لیتے ہیں وہ بھی اگر بہت زیادہ ضرورت ہو تو۔"

"تو تم اپنے پیسوں کا کرتے کیا ہو؟" امرحہ کو حیرت تھی ماما مہر کے بیٹے کی یہ حالت تھی اور وہ جاب بھی تو کرتا تھا۔

"ویل یہ ایک راز ہے۔ ویسے تمہارے پاپا کیا بہت امیر ہیں' تم کتنے نت نئے انداز کے کپڑے بدلتی ہو' یونی کے پہلے دن جو تم نے لباس پہنا تھا' وہ میں نے دوبارہ نہیں دیکھا۔"

"وہ گرمیوں کے لیے تھا۔ گرمی آئے گی تو استعمال کروں گی۔"

امرحہ جھوٹ بول رہی تھی' اپنا وہ سوٹ وہ این اون کو دے چکی تھی۔ کیوں کہ امرحہ کو اچانک سے وہ برا لگنے لگا تھا۔ اپنی طرف سے اتنی کفایت کرنے کے بعد بھی وہ ہر مہینے اپنے اسٹور سے کم قیمت کے دو جوڑے جوتے ضرور لے لیتی تھی۔ کافی ساری جینز لے چکی تھی' ٹاپ بھی' گرم کوٹ' جیکٹس' بیگز اور دستانے تو اس کے پاس اتفاق سے اتنے ہو چکے تھے کہ انہیں کاٹ کر سی کر ایک سوئیٹر بن سکتا تھا دراصل اسے دستانوں کی لباس کے ساتھ میچنگ کا خبط ہو گیا تھا اور پاکستان سے جو وہ گرم کپڑے لائی تھی ان کے ساتھ دستانوں کی میچنگ کرتے کرتے وہ اتنے ہو گئے کہ بس بہت ہی ہو گئے۔

امرحہ عالیان کی شرٹس کو انگلیوں پر گن سکتی تھی اور وہ گن رہی تھی۔

تو اس نے وہ پہلے براؤن رنگ کی جو کے تجریدی آرٹ سے سجی شرٹ پہنی ہوگی۔ بلیک جینز پر پھر اس نے پھونک ماری ہوگی اور کیک کاٹا ہوگا اور کارل کے منہ میں ڈالا ہوگا شاید کیک کارل نے ہی کاٹ لیا ہو اور موم بتیوں کی جگہ کوئی راکٹ فٹ کر دیا ہو کیک پر اور کیک کو عالیان کے منہ میں ڈالنے کے بجائے منہ پر تھوپ دیا ہو۔ ساتھ ساتھ ان غباروں کو پھوڑا گیا ہوگا جن میں کارل نے پٹاخے بھرے ہوں گے جو زمین پر گرتے ہی خود بخود پھوٹنے لگتے ہیں' کان پھاڑ دینے والی آوازوں کے ساتھ' پٹاخوں کے گرتے ہی سب چیخیں مارتے خاص کر لڑکیاں ادھر ادھر اچھلی بھاگی پھرتی ہوں گی۔

اور پھر تیز میوزک لگایا گیا ہوگا اور سب ساتھ ایک آواز میں گاتے ہوں گے۔

its my friend's birthday
So dance buddy Dance
... Dance ... Dance...

عالیان کے گرد انہوں نے گول دائرہ بنا لیا ہوگا' ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے وہ شانے دائیں بائیں ڈگمگاتے گھومتے جاتے ہوں گے۔

it's my friend's Birthday
So I am dancing...

امرحہ گم صم حالت سے چونکی۔

" it's my Friend's Birthday
So i am praying "

امرحہ نے آنکھیں بند کر کے اس کے لیے دعا کی۔

اگلی صبح وہ یونی نہیں جا سکی۔ دیر سے سو کر اٹھی۔

اسے بخار ہو رہا تھا۔ پہلے ڈاکٹر کے پاس گئی۔ ڈاکٹر کو بتایا کہ حادثاتی طور پر وہ اپنا بازو ایک لوہے کی سلاخ سے زخمی کر بیٹھی اس کے زخم میں سوجن تھی بہت اور اس کے لیے بازو کو حرکت دینا مشکل تھا۔ اسے ہر حال میں یونی جانا تھا' لیکن اس کا بخار بڑھ رہا تھا اس سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔ وہ آدھے راستے سے ہی گھر واپس آگئی' تیز دھار چاقو اس کی کھال میں گھسا تھا زخم تازہ تھا تو اتنی تکلیف نہیں تھی' لیکن اب تو اس سے برداشت ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ گھر آکر سو گئی۔

اسے اتنا تیز بخار ہو گیا کہ وہ مدہوشی میں بڑبڑانے لگی۔ سادھنا رات اس کے کمرے میں ہی سوئی اور جب اگلی صبح وہ اسے سوپ پلا رہی تھی تو وہ تذبذب سے امرحہ کو دیکھنے لگی۔

"اگر یہ سوپ تم نے پینا ہے تو پی لو پلیز مجھے ایسے نہ دیکھو۔" امرحہ نے مذاق کیا۔

"تمہارے اور عالیان کے درمیان کچھ ہوا ہے؟"

"کچھ کیا... کچھ بھی نہیں..." دائیں بازو کی تکلیف پورے جسم میں دوڑ گئی۔

"ویرا عالیان کی برتھ ڈے پارٹی میں گئی تم کیوں نہیں گئیں؟"

"تمہیں تو معلوم ہے کہ یہ لوگ کیسی کیسی شرارتیں کرتے ہیں پارٹی میں' دادا نے منع کر دیا تھا۔"

"تمہارے اور اس کے درمیان کوئی ناراضی ہے' پہلے تم اس کی کافی باتیں کر لیا کرتی تھیں میرے ساتھ..."

"نہیں... وہ مصروف ہوتا ہے بہت۔ اس کے اور دوست بھی تو ہیں' میں اس کے لیے اتنی اہم نہیں ہوں۔"

"کیا تمہیں یہی دکھ ہے کہ تم اس کے لیے اتنی اہم نہیں ہو؟"

"دکھ... نہیں' دکھ کیوں ہوگا مجھے؟"

"تو پھر امرحہ تم رات بھر اس کا نام لے کر روتی کیوں رہی ہو؟"

امرحہ خاموش سادھنا کو دیکھتی رہی۔ لفظوں کو اس کے حلق سے نکلنے میں دقت در پیش تھی۔

"میں روتی رہی ہوں؟"

"اتنی اونچی آواز میں کہ مجھے کمرے سے باہر جا کر دیکھنا پڑا کہ آواز گھر میں کہاں تک جا رہی ہے۔"

"بخار میرے سر کو چڑھ گیا ہوگا۔"

"بخار... تم اس طرح رو رہی تھیں کہ میں بھی رونے لگی۔ میرا دل پھٹنے لگا اور میں نے پراتھنا کی کہ بھگوان تمہیں سکون دے۔"

"میں... میں دادا کو یاد کر رہی ہوں گی۔ پتا نہیں ڈاکٹر نے کل کیسی دوا دی تھی۔"

سادھنا نے کھڑکی کے پردے اٹھا دیے' باہر روشن دن نکلا تھا' دھوپ چمک رہی تھی مانچسٹر کی دھوپ لاہور کی دھوپ کی چھوٹی بہن سی... اوپری من سے روٹھ جانے والی سہیلی سی... دوپٹے کا کونا دانتوں میں دبا کر دلہن بنی ننھی سی بچی کی اوپس' اویں شرماہٹ سی اور کسی جان سے پیارے کی "پکی کٹی" سی بھی...

☼ ☼ ☼

"اور کتنے دن بیمار رہنا ہے؟"

ویرا اچھل کر اس کے بیڈ پر کودی' امرحہ کا زخمی بازو بال بال بچا جسے وہ کشن پر رکھے نیم دراز سی تھی اس نے ویرا کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا' بازو کے زخم کا تو بالکل بھی نہیں۔

"میرا تو دل چاہتا ہے اب بیمار ہی رہوں۔" اس کے اتنے مایوسانہ انداز پر ویرا چونک سی گئی۔

"امرحہ! پارٹی سب دوستوں نے مل کر عالیان کو دی تھی' سرپرائز پارٹی تھی' اگر عالیان کی طرف سے ہوتی تو تم بھی وہاں ہوتیں' وہ تمہیں بھی بلاتا۔"

امرحہ کو تھوڑا سا سکون ملا' ہاں اگر وہ پارٹی کا انتظام کرتا تو اسے بلاتا' لیکن وہ پارٹی شارٹی کرنے والوں میں سے نہیں تھا جو کپڑوں پر پیسے ضائع نہیں کرتا تھا وہ پارٹی پر کیوں کرے گا۔

"تم اپنے گھر پارٹی کرتی تھیں؟" وہ اس کی سالگرہ سے اگلے دن پوچھ رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"پارٹی؟" امرحہ بڑبڑا کر رہ گئی۔ جس طرح سے اس کا یوم پیدائش مشہور ہو چکا تھا وہ تو صرف "یوم سیاہ" یا "یوم دفعان بلا" کے طور پر ہی منایا جا سکتا تھا۔

"نہیں۔ کوئی پارٹی نہیں۔۔۔"

"گھر میں کیک کاٹ لیتی ہوگی' دوستوں کے ساتھ۔۔۔ ہے نا۔۔۔"

"نہیں (آہ بھر کر' اس کی بھی نوبت نہیں آئی تھی)۔ دادا کے ساتھ پہلے بادشاہی مسجد جاتی تھی نفل پڑھنے شکرانے کے۔ دادا کہتے ہیں کہ اپنی پیدائش کے دن زیادہ عبادت کرنی چاہیے خدا کو بتانا چاہیے کہ ہم اس کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں بنایا اور کس محبت سے بنایا۔ ہمارے لیے نبی بھیجے' ہمارے لیے اپنے پیغامات آسمان سے اتارے۔۔۔ ہمیں خدا کو بتانا چاہیے کہ ہم خوش ہیں کہ ہمارے لاوجود کو وجود میں لانے پر وہ راضی ہوا۔"

"گڈ۔۔۔ پھر۔۔۔؟" عالیان متاثر نظر آنے لگا۔

"پھر وہ مجھے میری پسند کا گفٹ لے دیتے اور میری پسند کے پارک لے جاتے اور رات میں میری ہی پسند کے ہوٹل میں کھانا کھلا دیتے۔" امرحہ کو یہ سب بتاتے ڈر بھی تھا کہ وہ یہ نہ پوچھ لے کہ ہر جگہ صرف دادا ہی کیوں؟

"میں متاثر ہوا ہوں امرحہ۔۔۔!"

"اور تم۔۔۔ تم کیا کرتے ہو؟"

"کرتا تو نہیں ہوں' لیکن کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے دونوں آنکھیں میچ کر پھر انہیں کھول کر کہا اور مسٹری سے مسکرانے لگا۔

"میں چاہتا ہوں کہ جب میری سالگرہ ہو تو میں سپر مین بن جایا کروں' بے شک صرف ایک گھنٹے کے لیے اور ماما کو اڑا کر اپنے ساتھ لے جایا کروں دور بہت دور بادل کے ایک ٹکڑے پر تیز ہوا موم بتی کو بجھا دے اور میں اور ماما مل کر کیک کاٹیں یا پھر میں انہیں وکٹوریہ فال لے اڑوں۔ گرتے ہوئے پانیوں کی بوچھاڑ کے درمیان کسی اونچی نوکیلی چٹان کے کنارے۔ پانی کے پردے کے بس اتنے قریب کہ ہاتھ بڑھا کر ہاتھ گیلے کر لو۔ ننھی منی پانی کی چھینٹیں میرا ایک گیلا کر رہی ہوں اور کبھی میں پیٹر کے مجسمے کو احترام سے اٹھا کر اس کی کشتی سے نیچے رکھوں اور اس کی کشتی کو سمندر میں لے آؤں اور۔۔۔"

"میں خوف زدہ ہو رہی ہوں عالیان۔"

اگر وہ سپر مین نہیں بھی بنا تو امرحہ کو ڈر تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے یہ سب کر ہی لے گا۔ اور اس کے خواب کیسے بڑے بڑے تھے۔۔۔ یو نو بڑے بڑے؟ بادل کے ٹکڑے پر جا کر کیک کاٹنا۔ شکر ہے اس نے آتش فشاں کے اندر جانے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا۔

ویرا اپنے کمرے سے گٹار لے آئی تھی اور اسے کوئی روسی نظم سنانے لگی تھی۔ گاتے ہوئے وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ کوئی بھی اس پر نثار ہو سکتا تھا' لیکن امرحہ کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس پر نثار ہونے کا بھلا اسے کیا ضرورت تھی اتنی پیاری گلابی فراک پہن کر عالیان کی سائیکل پر بیٹھنے کی۔

"مجھے یہ شک سا کیوں ہے کہ تم مجھے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی ہو؟" ویرا نے درمیان میں ہی رک کر پوچھا۔

"تم اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ دل چاہ رہا ہے تمہیں کھا جاؤں۔" اب امرحہ اسے یہ تو نہیں کہہ سکتی تھی کہ وہ اسے کھا ہی جانا چاہتی ہے۔

"یہ پیار سے کھا جانے والا انداز تو نہیں ہے۔" ویرا دوسرا روسی گانا گانے لگی۔

این اون' سادھنا بھی اس کے کمرے میں آ گئیں بعد ازاں لیڈی مہر بھی۔

اس کی اتنی سی بیماری پر وہ کیسے کیسے اس کا دل بہلا رہے تھے۔۔۔ وہ کوئی دنیا جہان کی دولت نہیں لٹا رہے تھے اس پر۔۔۔ صرف ذرا سی توجہ دے رہے تھے اور یقین جانیے ہر بیمار کو ہر تکلیف میں مبتلا کو بس ذرا سی توجہ کی ہی ضرورت ہوتی ہے۔

شام کو سائی اس کی خیریت معلوم کرنے آیا' امرحہ نے اسے فون کر کے سب بتا دیا تھا۔ وہ اس کے لیے پھول لایا تھا۔

"تم اس واقعے کے بارے میں کسی سے بات نہ کرنا سائی!"

"ظاہر ہے ایسا ہی کروں گا۔۔۔ لیکن تم اس کے پاس ضرور جانا۔"

"کیا مجھے جانا چاہیے؟"

"ہاں بالکل۔۔۔ تمہیں خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"میں خوف زدہ نہیں ہوں مجھے جانا تو تھا اس کے پاس' اس لیے میں نے پولیس سے جھوٹ بولا۔"

"بس ٹھیک ہے تم نے ٹھیک کیا۔ مجھے خوشی ہے کہ تم بہتر انداز سے سوچ رہی ہو۔"

"مجھے یہی سب کرنا تھا سائی! ورنہ بات بہت بگڑ جائے گی۔"

صحت یابی کی دعائیں دیتا سائی چلا گیا' لیکن صرف کمرے سے۔۔۔ نشست گاہ میں لیڈی مہر کی اس سے مڈبھیڑ ہو گئی تھی اور وہ انہیں نجانے کون کون سی کہانیاں سنا رہا تھا کہ وہ ہنس ہنس کر بے حال ہو رہی تھیں۔

"تمہاری یونیورسٹی میں کتنے مزے مزے کے لوگ پڑھتے ہیں نا۔" سادھنا اس کے لیے رات کا کھانا لائی تو ہنسی کو قابو میں کر کے کہنے لگی۔

"تمہیں سائی اچھا لگا؟"

"ہاں۔۔۔ بہت۔۔۔ وہ یونیورسٹی کے ابتدائی دنوں کی باتیں کر رہا ہے۔"

"سادھنا کیا تم آسمان کے ساتھ الٹا لٹکنا چاہتی ہو؟ اگر ہاں تو تم عالیان کو فون کرو کہ وہ تمہاری ملاقات کارل سے کروا دے۔ میں شرط لگاتی ہوں پھر تم ایسے کھل کر ہنس نہیں پاؤ گی۔"

"نہیں۔ مجھے کارل نہیں چاہیے وہ تمہیں ہی مبارک ہو۔۔۔ شکر کرو' تمہاری باتیں سن سن کر اس سے خوف زدہ ہو کر میں نے اب تک مانچسٹر نہیں چھوڑ رہا۔"

"دادا بھی شکر کریں کہ اس کی حرکتوں سے سہم کر میں نے دنیا ہی نہیں چھوڑ دی کاش آج کل میں ہی وہ مرنے شرنے والا ہو۔۔۔ آمین۔"

☼ ☼ ☼

اپنی کلاس لینے کے بعد وہ پال کے ڈیپارٹمنٹ آ گئی اور اس کا انتظار کرنے لگی۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے پال۔" وہ اپنی کلاس سے باہر نکلا تو امرحہ تیزی سے اس کی طرف گئی اس کے دوست بھی اس کے ساتھ تھے۔

"میرے پاس ضائع کرنے کے لیے وقت نہیں ہے۔" اسے جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔

"میں سب کے سامنے بات کرنا نہیں چاہتی۔" امرحہ نے بے حد مضبوط انداز میں کہا۔

"مجھے اس سے دلچسپی نہیں ہے کہ تم کیا چاہتی ہو؟"

"تمہیں اس رات والے واقعے میں بھی دلچسپی نہیں ہے؟"

"تمہیں اپنی بکواس سنانے کے لیے میں ہی ملا ہوں؟" وہ بھڑکنے کی ناکام اداکاری کرنے لگا۔

"میرے بازو پر زخم ابھی تازہ ہی ہے۔۔۔ اگر تم اپنے دوستوں کے سامنے بات کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔۔۔ میرا خیال تھا یہ تمہارے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔"

پال اپنے دوستوں سے الگ ہو کر آگے چلنے لگا' امرحہ اس کے پیچھے ہی تھی' دونوں ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکل آئے تو امرحہ اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

"تم مجھے تھپڑ مار سکتے ہو۔"

"تمہیں پھر سے یاد دلا دوں کہ تم میرا وقت۔۔۔"

"تم اسی وقت مجھے سب کے سامنے تھپڑ مار سکتے ہو' ایک نہیں جتنے جی چاہے مار سکتے ہو میں تمہیں اجازت دیتی ہوں۔" امرحہ نے اتنی سنجیدگی اور متانت سے کہا کہ وہ کچھ بول ہی نہیں سکا۔

"اور اگر تم نے اکیلے میں مارنے ہیں تو بھی' تم مجھے برا بھلا کہہ سکتے ہو' گالیاں دے سکتے ہو' سب کر سکتے ہو' لیکن اس کے لیے تمہیں قانون کو ہاتھ میں لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں اپنی تعلیم' اپنا کیریر داؤ پر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگانے کی ضرورت نہیں ہے' تم اسپورٹس پرسن ہو' یونی کے لیے میڈل جیت کرلائے ہو' ہیرو ہو یونی کے' لیکن اخبارات' میڈیا تمہیں لمحوں میں ہیرو سے زیرو بنا دے گا۔"

"تم جانتی ہو تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔" وہ ہنسا۔

"ہاں' سنو۔۔۔ میری بات مکمل ہونے دو' اس رات اس آدمی نے میرے منع کرنے کے باوجود پولیس کو بلالیا تھا۔ میں نے ان سے جھوٹ بول دیا تھا۔ صبح پولیس کا فون آیا ہے انہوں نے مین روڈ پر لگے کیمروں سے تمہاری فوٹیج حاصل کرلی ہے' جس میں تم میرا بازو گھسیٹ کر گلی کے اندر لے جارہے تھے۔ انہوں نے تمہارا قد کاٹھ سب نوٹ کرلیا ہے' میں انہیں بتا سکتی تھی پال کہ یہ تم ہو۔ تم نے ہاتھوں میں جو دستانے پہن رکھے تھے' وہ بھی تمہارے بائیں ہاتھ کی چھ انگلیوں کو چھپانے میں ناکام تھے۔ اگر میں پولیس سے کہوں گی تو وہ ضرور باریک بینی سے اس معاملے کو دیکھیں گے۔ مزید اگر تمہارے چاقو سے بنا زخم میں نے پولیس کو دکھا دیا تو تم جانتے ہو کہ یہ صرف ہراساں کرنے کا کیس ہی نہیں رہے گا۔ تمہیں یونی سے نکال دیا جائے گا' کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی تم نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا ہے۔۔۔ تمہارا کیریر ختم۔"

وہ اسے گھور رہا تھا۔ "مجھے نفرت ہے تمہاری شکل سے۔"

"کیا تمہارے پاس اس نفرت کی وجہ ہے۔۔۔ ایک تھپڑ نا۔۔۔ اور میرا مسلمان ہونا۔۔۔ تم سو تھپڑ مجھے مارلو۔۔۔ لیکن ایسے خود کو کرمنل مت بناؤ۔۔۔ تم ہر طرح سے اپنا غصہ مجھ پر نکال سکتے ہو۔"

"تم غلط جگہ اپنا لیکچر دینے کا شوق پورا کررہی ہو۔"

"اگلی بار مجھے نقصان پہنچانا چاہو تو اتنا خیال رکھنا کہ تمہیں نقصان نہ پہنچے۔"

"تمہیں میرے نقصان کی اتنی فکر کیوں ہے؟" وہ استہزائیہ ہنسا۔

"کیونکہ اب تم مجھے انسان ہونے کی حیثیت سے نہیں ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے دیکھتے ہو' تو ٹھیک ہے ایک مسلمان تمہارے اس قاتلانہ حملے کو درگزر کرتا ہے۔۔۔ میں چاہوں تو اسی وقت تمہیں پولیس کو پکڑوا سکتی ہوں' تم پر جرم ثابت ہوجائے گا۔ تم یونی سے باہر ہوگے تو ایک مسلمان' ایک اسلام کو ماننے والا تمہارا کیریر' تمہاری نیک نامی بچا رہا ہے۔۔۔ تمہارے حملے کو درگزر کررہا ہے۔۔۔ تم نے اسلام کو لے کر وہ سب کیوں کہا۔ میں نہیں جانتی لیکن اب تم یہ جان لو کہ تمہارے ساتھ ایسا کرنے کے لیے میرا مذہب کہہ رہا ہے۔۔۔ تم اسلام سے نفرت کرتے ہو شاید' لیکن اسلام کا پیروکار نہ تم سے نفرت کرتا ہے نہ تمہارے مذہب سے' نہ ہی کرے گا۔ مجھے نفرت کا درس نہیں دیتا میرا مذہب۔۔۔ تم کسی بھی وقت میرے منہ پر آکر تھپڑ مار سکتے ہو۔ اس کے لیے تمہیں خود کو خطرے میں ڈالنے کی ضرورت نہیں' مجھے خوف زدہ دیکھنے کے لیے تمہیں قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں بھی یہاں پڑھنے آئی ہوں اور تم بھی۔۔۔ اگر ہم ایک دوسرے کو پسند نہیں کرسکتے تو ہمیں ایک دوسرے کا احترام ضرور کرنا چاہیے۔۔۔ اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتے تو غیر جانب دار ہوجانا چاہیے۔۔۔ خاموش ہوکر الگ ہوجانا بہت سے مسائل حل کردیتا ہے۔۔۔"

"میں تمہاری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا" وہ سختی سے بولا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تمہیں میری شکل نظر نہیں آئے گی۔" امرحہ کہہ کر آگئی۔

"اسلام گالی کا جواب گالی نہیں ہے۔۔۔ اسلام اینٹ کا جواب برداشت ہے۔"

اینٹ کا جواب' برداشت اور حکمت وہ پال کو دے آئی تھی اور اسے امید تھی کہ سب اچھا ہی ہوگا۔۔۔ کیونکہ حکمت کبھی مضر نہیں ہوتی۔ رات کو لیڈی مہر نے ان سب کو نشست گاہ میں ایک ساتھ بلایا۔

"میں تم سب سے ایک وعدہ لینا چاہتی ہوں انسانیت کے ناتے اور اس سے بھی کہیں بڑھ کر ایک ماں کی محبت کے ناتے سے۔۔۔ تم سب مجھ سے وعدہ

کرو کہ اگر کوئی میرے بارے میں' اس گھر اور میرے بچوں کے بارے میں تم سے کچھ پوچھے گا تو تم ایک لفظ بھی نہیں بتاؤگی۔۔۔"

"کچھ ہوا ہے؟" ویرا نے پوچھا۔

"میں تفصیلات نہیں بتاسکتی' تم چاروں پوری ایمانداری سے مجھ سے وعدہ کرو کہ کوئی کسی بھی طرح کی معلومات تم سے لینا چاہے گا تو مجھے بتاؤگی تمہارے سامنے کسی کا نام لیا جائے یا کسی کی شکل وصورت کے بارے میں پوچھا جائے تم نے ایک لفظ منہ سے نہیں نکالنا۔ یہ سب میں اپنے بچوں کے فائدے کے لیے کررہی ہوں۔ میں بہت مشکل سے انہیں زندگی کی طرف لائی ہوں میں ان کے دلوں کے حال جانتی ہوں' ان پر کیا گزرتی رہی ہے۔ مجھ سے زیادہ کون جانے گا اس لیے ایک ماں تم سب سے درخواست کرتی ہے کہ حد سے زیادہ احتیاط کی جائے اور اگر کوئی کچھ پوچھے تو فورا" پولیس کو فون کیا جائے۔ سادھنا کے ساتھ چند دن پہلے یہی سب ہوا ہے لیکن سادھنا نے عقل مندی کا مظاہرہ کیا اور آکر مجھے بتادیا۔۔۔"

ان سب نے بڑی محبت کے ساتھ لیڈی مہر کو وعدہ دے دیا۔۔۔

امرحہ کئی دنوں سے دیکھ رہی تھی کہ وہ کچھ پریشان سی رہتی ہیں' اس نے پوچھا تو انہوں نے اتنا ہی کہا کہ یہ بہت ذاتی سا مسئلہ ہے' وہ بتا نہیں سکتیں۔

☼ ☼ ☼

عالیان اپنی کلاس لے کر نکلا ہی تھا کہ یونین کا صدر جے پیٹرن مسٹری ہنسی ہنستا اس کے پاس آیا۔

"کسی کا خون کرنے جارہے ہو یا کرکے آئے ہو؟"

عالیان نے گھنٹوں کی محنت سے بنائے گئے اس کے ہیر اسٹائل کو دونوں ہاتھوں سے خراب کردیا۔ پیٹرن اپنے نت نئے ہیئر اسٹائل کے لیے یونی میں بدنام ترین تھا۔ اس وقت ایک کینگرو اس کے سر پر پوز بنائے بیٹھا لگتا تھا۔

"تم اپنے علاوہ کسی کو خوب صورت نہیں دیکھ سکتے نا؟" وہ بھنا گیا۔

"اب ٹھیک ہے ورنہ اس طرح ہنستے تو تم کارل' کارل سے لگ رہے تھے۔"

"خدا مجھے بچائے بلکہ مجھے مار ہی ڈالے اگر میں کارل' کارل لگوں۔۔۔"

"بس پھر تم ایک دو دن میں مرنے ہی والے ہو۔۔۔"

"امرحہ کیسی ہے؟" جے پیٹرن نے ایک دم سے پوچھا بلکہ کچھ ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"کون؟" عالیان نے بھرپور سنجیدگی سے پوچھا۔

"تمہاری دوست۔۔۔"

"میری کوئی دوست امرحہ نہیں۔۔۔"

"کم آن Frish (فرینڈ کی جدید شکل) وہی جس کے پیچھے تم ہروقت رہا کرتے تھے۔"

"تم مجھ سے ایسی غیر ضروری باتیں کرتے آئے ہو؟"

"تم اس سے کسی وجہ سے ناراض ہو کیا؟"

"پھر وہی فضول باتیں۔۔۔"

"اچھا اچھا سنو! اسٹوڈنٹ یونین کی بلڈنگ میں موجود سیف روم جسے سیکرٹ روم بھی ہم کہہ لیتے ہیں کو جانتے ہونا۔ جہاں اسٹوڈنٹس اپنا نام ظاہر کیے بغیر کچھ بھی لکھ کر جاسکتے ہیں۔ کوئی شکایت یا کوئی بھی مسئلہ۔۔۔ تو فریش سب سے زیادہ تمہارے خلاف شکایتیں موصول ہوئی ہیں اور درخواستیں بھی۔ اس روم کی دیواروں پر ایک انچ جگہ نہیں بچی' ہر خط میں لکھا ہے عالیان کی ناراضی ختم کروائی جائے' جابجا دیواروں پر یہ پیغامات چپکے ہیں۔۔۔"

"کس نے کیا ہے یہ؟" اب عالیان بھنا گیا۔

"ویل فریش نام نہیں لکھا' لکھا بھی نہیں جاتا' اتنا سب بھی اس لیے بتایا کہ تم یونین کے فعال رکن ہو' مطلب صدر ہو۔۔۔" پیٹرن نے ایک آنکھ بند کی

"اور سنو' وہ راما کہہ رہا تھا کہ اگر اسٹوڈنٹ پارٹی جیسا ایک اور مذاق ہم اس لڑکی کے ساتھ کرلیں تو اس بار اس کی آنکھوں سے وہ ساگر نکلے گا کہ سارا مانچسٹر اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں ڈوب کر بہہ جائے گا اور پھر جب آئندہ آنے والی نسلیں تحقیق کریں گی کہ آخر مانچسٹر کے ساتھ کیا بنی اور اسے بہا کرلے جانے والا سیلاب آخر آیا کہاں سے تھا وہ بھی ایسا غضب ناک تو بیش بہا کھدائی اور تحقیق کرنے کے بعد انہیں خاتون پاکستان امرحہ کی دو آنکھیں ملیں گی۔۔۔“

”تم کہنا کیا چاہتے ہو۔۔۔؟“

”صرف اتنا کہ مانچسٹر کو اس ساگر میں ڈوب کر بہہ جانے سے بچالو۔۔۔ جو پیغامات دیواروں پر چپکے ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بس بہت جلد ہم پر یہ آفت آنے ہی والی ہے، تم اسے مذاق سمجھو لیکن میری درخواست بھی۔۔۔ میں مانچسٹر کو ڈوبتے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ ویسے مجھے ناراض لوگوں کو منانے کا یہ انداز اچھا لگا، تم مان جاؤ گے اور پھر سے اس کے دوست بن جاؤ گے تو میں اس طریقے کو یونین اور یونیورسٹی میں رائج کروادوں گا۔۔۔ اپنا یہ سائی بھی تو ایسے ہی مشہور ہوا ہے میں بھی ہو جاؤں گا۔۔۔“ وہ کھی کھی ہنسنے لگا۔

عالیان پر اپنی کوفت پر قابو پانا مشکل سا ہو گیا اور وہ تیزی سے انگلش ڈیپارٹمنٹ کی طرف لپکا۔

”اسٹوڈنٹ یونین کے سیکرٹ روم میں لیٹرز تم لکھ لکھ کر آتی رہی ہو؟“ وہ ایک دم سے اس کے سامنے آکر کہنے لگا۔

امرحہ خوف زدہ سی اس کی شکل دیکھنے لگی اور صرف ناں میں گردن ہلا سکی۔

”وہ تمہاری ہی لکھائی میں ہیں سب۔۔۔“

”میں نے نہیں لکھے۔۔۔“ وہ اور زیادہ ڈر گئی۔

”تم نے بائیں ہاتھ سے لکھے ہیں۔۔۔“

”بائیں ہاتھ سے تو مجھ سے پین بھی نہیں پکڑا جاتا۔۔۔ یہ سب یونی فیلوز کا کام ہو گا۔“

”یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس اتنے فارغ نہیں ہیں۔۔۔“

”اس میں فارغ ہونے کی کیا بات ہے یہ تو نیکی کا کام ہے۔“ اس کی زبان سے پھسلا۔

”تو یہ نیکی کا کام تم نے سب سے کہا کرنے کے لیے؟“ وہ استہزائیہ ہنسا۔

”نہیں۔۔۔“ امرحہ کو اس کا انداز برا لگا۔

”تو پونڈز دیے ہوں گے سب کو تم نے۔۔۔“ طنزیہ کہہ کر وہ جانے لگا۔

یہ بات اس کے انداز سے زیادہ بری لگی۔۔۔ ”وہ سب میں نے لکھے ہیں۔۔۔ داد دو مجھے عالیان میں نے سیکرٹ روم کو ہزاروں خطوط سے بھر دیا ہے۔۔۔“

”ایسے بے کار کام کے لیے داد دیتا ہوں تمہیں۔۔۔“ اس نے پلٹ کر کہا۔

”تم مجھ سے ناراض ہونا پسند کرتے ہو مجھ سے۔۔۔“ وہ گھوم کر اس کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔

”نہ تم سے ناراض ہوں، نہ ہی ناپسند کرتا ہوں کیونکہ یہ کرنے کے لیے کسی تعلق کا ہونا ضروری ہے اور ہمارے درمیان۔۔۔“

”تم تو کہا کرتے تھے۔ تم میرے دوست ہو۔۔۔“

”اب میں کہہ رہا ہوں۔ میں تمہارا دوست نہیں ہوں۔“

”تم مجھے معاف کیوں نہیں کر دیتے۔۔۔“

”میں معاف کر چکا ہوں۔۔۔“

”تو تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے۔۔۔“

”کیونکہ میں سب باتیں ختم کر چکا ہوں۔۔۔“ کہہ کر وہ رکا نہیں چلا گیا۔

اب یہ وہی مقام تھا کہ وہ گلستان بھر کے گل اس کے قدموں میں بچھادے گی تو بھی وہ انہیں پھلانگ کر گزر جائے گا۔۔۔ کیونکہ ایک بار وہ کانٹے بچھا چکی تھی۔ اب آسمان کے ستاروں کے جھرمٹ بھی اس کی راہوں میں ڈھیر کر دینے پر اس کی اندھیری راہوں میں روشنی نہ کر سکے گی۔۔۔

ماحول انگشت بدنداں تھا اور ہوا نے اپنے پر اپنی آنکھوں پر لپیٹ کر آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔ قسمت سے پوچھ پڑتال نہیں کی جا سکتی کیونکہ کبھی یہ چنگیز خان کی خون آلود تلوار ہوتی ہے اور کبھی حاتم طائی کا کمال سخاوت۔۔۔ ”قسمت“۔

☼ ☼ ☼

”اگر ساری دنیا تباہ ہو رہی ہو اور کسی ایک چیز کو آئندہ انسانی زندگی کی ترقی کے لیے قائم رہنے کی اجازت ہو تو میں یہ اجازت سائیکل کے لیے لینا پسند کروں گی۔۔۔ سائیکل۔۔۔ تکبر سے پاک، چلانے والے کی شاہی سواری“

شٹل کاک کے سامنے کی سڑک پر اس نے این اون کے ساتھ مل کر کافی مشق کر لی تھی سائیکل چلانے کی۔ سیدھی خالی سڑک پر وہ بنا ڈرے چلالیتی، سادھنا اور این اون کو پیچھے بٹھا کر بھی مشق کی۔ کسی کو پیچھے بٹھا کر سائیکل چلانا اپنے لیے سائیکل چلانے والے کے لیے مشکل ہوتا ہے لیکن اس نے تھوڑا بہت اس سلسلے میں ڈر خوف نکال ہی لیا۔ دوبارہ وہ یونی کے راستے تک بھی گئی این اون پیچھے بیٹھی ہوئی۔

”سب ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں نا؟“ اس کا سانس گم ہو ہو جاتا۔

”کیا واقعی؟“ این اون اپنا ہیر بینڈ ٹھیک کرنے لگی۔

”پاگل مجھے دیکھ رہے ہیں۔۔۔“ سائیکل ڈگمگائی۔

”کیوں۔۔۔ تم ہو کیا جو تمہیں دیکھا جائے۔۔۔“

”پاکستانی۔۔۔ پاکستانی لڑکی سائیکل چلا رہی ہے نا۔۔۔“ تفخر۔۔۔

”پاکستانی لڑکی سائیکل چلائے تو اسے سب دیکھتے ہیں۔۔۔ کیوں ایسا تضاد کیوں۔“ شکوہ۔۔۔ ”چپ کر جاؤ این اون میں نے تمہیں گرادینا ہے۔“ دھمکی۔۔۔

”تم مجھے گرادو۔۔۔ لیکن سائیکل تو تھوڑی تیز چلاؤ۔ کم سے کم میں آخری لیکچر تو لے لوں۔“

”ٹھہرو، اس بس کو گزر جانے دو، اس کے ڈرائیور کو بہت جلدی ہے۔“ اس نے سائیکل روک دی، کوئی پچاسویں بار روکی کہ یہ کار گزر جائے، یہ شرارتی بدتمیز لڑکا گزر جائے، ذرا ٹریفک کم ہو لے، سڑک خالی ہو لے۔۔۔ وغیرہ وغیرہ، مزید وغیرہ وغیرہ بھی۔

”جو بس ہمارے پیچھے ہے، اسے بھی گزر جانے دو۔۔۔ اور جو اس کے پیچھے ہے اسے بھی آگے آلینے دو، آگے آکر اسے بھی گزر جانے دو۔۔۔ ٹھہرو، مجھے بس میں ہی بیٹھ جانے دو۔۔۔“

”خبردار جو تم اتریں این۔۔۔“

”اس رفتار سے تمہارے سائیکل چلانے کے دوران میں دس بار اتر کر بیٹھ چکی ہوں، بیٹھ بیٹھ کر تھک جاتی ہوں تو کھڑی ہو کر ساتھ چلنے لگتی ہوں، اور اس ایشین فلیگ کو تھوڑے اور بل دو گردن میں، میں تابوت میں بند ہو کر جاپان واپس جانا نہیں چاہتی۔“

سائیکل روک کر اس نے ایشین فلیگ کو دو اور بل دیے گردن میں، اس نے جینز پر ٹاپ پہن رکھا تھا کہ زیادہ یورپین لگے۔ سر پر اس نے کیپ پہن رکھی تھی جس کی جھری سے اس کے لمبے بالوں کی ٹیل باہر نکلی ہوئی تھی۔

یونی کی طرف جاتے دائم اور راما نے اسے دیکھا اور دونوں نے سارے دانت نکال دیے اور چلتے چلتے کھڑے ہو کر اسے دیکھنے لگے۔ دائم نے ہاتھ سے پرفیکٹ کا اشارہ بھی کیا اور اتنی سی بات پر وہ سائیکل گرا بیٹھی۔۔۔ این اون بھاگ کر یونی چلی گئی وہ اکیلی پیدل سائیکل کو لیے یونی تک آئی۔

”یہ پاکستانی، ہندوستانی برداشت ہی نہیں کر سکتے کہ ان کے خطے کی لڑکیاں ایسے سائیکل چلائیں الٹا حواس باختہ کر دیتے ہیں۔۔۔“ غصے سے وہ ان پر بڑبڑانے لگی۔

آنے والے دنوں میں آدھا راستہ وہ چلاتی اور آدھا راستہ این اون، تب ہی کہیں جا کر وقت پر یونی پہنچ پاتے کبھی ویرا ان کے آگے آگے ہوتی گارڈ کی صورت۔ وہ تیز سیٹی بجاتی اور دوسرے سائیکل سواروں کو پیچھے کرتی جاتی کہ ینگ لیڈی آف پاکستان اپنی سواری چلا رہی ہیں، تھوڑا ڈرتی ہیں ذرا پیچھے پیچھے ہو جائیں۔۔۔

ایک دن ایسے ہی راستے میں وغیرہ وغیرہ سے ڈر کر سائیکل کو روکے وہ بمشکل یونی روڈ تک آئی کہ پیچھے سے ایک دم سے عالیان کی سائیکل عین اس کے پہلو میں دائیں طرف برابر میں آئی۔ وہ بھی اپنے دھیان میں تھا امرحہ بھی اور جب امرحہ کی اس پر نظر پڑی تو وہ اتنی بری طرح سے گھبرا گئی کہ دائیں رخ ٹھیک اس کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سائیکل کے اوپر سائیکل گرا بیٹھی۔

این اون جاپانی میں چلائی جس کا اردو میں ترجمہ ہے

"ہائے اماں جی مجھے مار ڈالا۔"

امرحہ کی سائیکل پوری کی پوری عالیان کی سائیکل کے اوپر تھی' خود وہ بھی پورے اور یہ سب ایسے ہوا کہ۔

"وہ آیا۔۔۔ اسے دیکھا۔۔۔ اور اسے گرا دیا۔۔۔"

دو سائیکلوں کے اس ٹکراؤ سے مانچسٹر کا روڈ ہل سا گیا۔۔۔ اور اس کے نتیجے میں جو کام سب سے برا ہوا وہ یہ تھا کہ اس کی سائیکل کے آگے لگے اسٹینڈ باکس میں کچھ سینڈوچز ٹشو میں لپٹے رکھے تھے شاید وہ ناشتا کر کے نہیں نکلا تھا اور وہ ناشتا آکسفورڈ روڈ پر نکل کر گر گیا تھا اور دو عدد سینڈوچز روڈ پر بچکے بکھرے پڑے تھے اب وہ کچھ بھی ہوں گے لیکن سینڈوچز نہیں ہوں گے۔۔۔

عالیان نے ایک غصیلی نظر امرحہ پر ڈالی اور پھر سینڈوچز کو دیکھا اور جیسے رو دینے کو ہو گیا۔۔۔ اس بے چارے کا کتنا بڑا نقصان ہو گیا تھا۔

"میری غلطی نہیں ہے۔" امرحہ بھی رو دینے کو ہو گئی۔

اس نے اپنی سائیکل اٹھائی۔ بے چارے ہو چکے سینڈوچز سمیٹے اور جانے لگا۔

"عالیان!" این اون نے آواز دے کر روکا اور اس کے پیچھے سائیکل پر بیٹھ گئی۔

اب سارا مانچسٹر اس کی سائیکل کے پیچھے بیٹھے گا سوائے اس کے۔

یونی کے اندر جا کر این اون کو ڈھونڈا اسے برگر لے کر دیا۔

"تحفہ تمہاری طرف سے ہے۔۔۔"

"تمہاری طرف سے مجھے اور میری طرف سے عالیان کو؟"

"پاگل تحفہ ٹویٹ ہے' لے لو۔۔۔"

"پر میں تم سے ٹویٹ لینا نہیں چاہتی نہ اسے دینا چاہتی ہوں۔"

امرحہ نے اس کی پونی کھینچی اور آدھا گھنٹہ لگا کر اسے ساری بات سمجھائی۔۔۔

این اون برگر ہاتھ میں لے کر بزنس اسکول کی طرف جانے لگی' کچھ فاصلہ رکھ کر امرحہ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھی اسے ڈر تھا کہ وہ ضرور کوئی گڑبڑ کرے گی اور گڑبڑ ٹھیک اس کے سامنے آ گئی۔

کارل نے برگر ہاتھ میں لیے ایک ننھی بچی کو خاموشی سے جاتے دیکھا تو رک گیا اور اس کا حال احوال پوچھنے لگا اور پھر برگر اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

این پلٹی ہی تھی کہ اس نے فوراً" برگر کی ایک بڑی بائیٹ لی۔۔۔

"تم نے کارل کو برگر کیوں دیا؟" امرحہ رو دینے کو ہو گئی۔

"اس نے کہا وہ عالیان کے پاس ہی جا رہا ہے اور اسے وہ برگر دے دے گا۔۔۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور آ گئی۔"

"ایک بار پھر جاؤ اس کا سر پھوڑ دو اور آ جاؤ۔۔۔"

"یہ کام اب تم کر لو۔۔۔ میں تھک گئی ہوں۔۔۔" کہہ کر وہ ننھی بچی چلی گئی۔

بڑی بچی دل مسوس کر کھڑی رہی۔ "کاش کوئی عالیان کو ٹویٹ دے دے۔"

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کچھ کرنے کا کہ ویرا ہاتھ میں برگر اور کافی لیے ڈیپارٹمنٹ کی طرف جاتی ہوئی نظر آئی۔

امرحہ کا دھاڑیں مار مار کر رونے کو جی چاہا۔ کیا اتنے بڑے روس میں کوئی یونیورسٹی نہیں تھی کہ ویرا وہاں پڑھ سکتی اسے مانچسٹر آنے کی کیا ضرورت تھی بھلا؟

اندھیرے غار میں بند پڑے رہنے کی کیفیت تھی۔ کسی ایک طرف سے روشنی لکیر بناتی آ رہی تھی۔۔۔ روشنی کی لکیر بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔۔ غار کا دہن کھل رہا تھا۔۔۔ پرسکون اور آزاد ہو جانے کی کیفیت تھی۔۔۔

کہ دور سے آتی چاپ قریب آتی محسوس ہوئی' سما دینے والی چاپ کہ گھٹنوں میں سر دے لیا جائے۔۔۔ کان لپیٹ لیے جائیں۔۔۔ ایک ہیولا بنتا قریب سا آیا۔۔۔ لمبے سائے کے اس پار روشنی کے دہن کے عین سامنے کھڑا ہوا اور ساری روشنی کو پیچھے دھکیل دیا۔۔۔ اور اندھیرا۔

عالیان ہڑبڑا کر اٹھا۔۔۔ نیم اندھیرے کمرے میں وحشت زدہ خود کو بستر پر پایا۔ اس کی سانسیں تیز تیز چل رہی تھیں جیسے رات بھر بھاگتا رہا ہے کوئی اس کے پیچھے تھا۔۔۔ اس کے کانوں میں وہ التجائی چاپ ابھی بھی زندہ تھی۔۔۔ وہ اسے محسوس کر رہا تھا۔۔۔ وہ خواب میں سے ہو کر آیا تھا۔۔۔ جیسے خود کو کھینچ کر خواب سے باہر نکالا تھا وہ خوف زدہ بھی تھا۔۔۔ یا کچھ اور تھا۔۔۔ جو بھی تھا اس کی دائیں آنکھ میں آنسو تھا۔۔۔

امرحہ رات کو جاب سے واپس آ رہی تھی کہ سڑک کے کنارے چلتے اسے ایک آدمی نے بہت مہذب انداز سے روکا۔

"خاتون آپ کا تھوڑا سا وقت چاہیے۔"

امرحہ رک گئی۔ "فرمایئے۔"

"آپ خاتون مہر کی بیٹی ہیں؟"

"نہیں۔" امرحہ سمجھی آدمی لیڈی مہر کے مرحوم شوہر کے رشتے داروں میں سے کوئی ہے۔

"ان کی لے پالک بیٹی نہیں ہو؟"

"نہیں میں تو پاکستان سے آئی ہوں یونیورسٹی میں پڑھنے ان کے گھر میں رہتی ہوں پے ان گیسٹ ہوں۔"

"اچھا۔۔۔ اس کا مطلب تم ان کے سب بچوں کو جانتی ہو گی۔۔۔ جتنے اس خاتون نے لے کر پالے ہیں۔"

امرحہ کو ایک دم سے لیڈی مہر کی بات یاد آ گئی اور وہ آگے چلنے لگی۔

"میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کر سکتی۔ آپ جائیں یہاں سے۔"

"انہوں نے دس بچے پالے ہیں کیا تم سب کے نام جانتی ہو۔۔۔ ان کی شکلیں۔۔۔" امرحہ اور تیزی سے چلنے لگی وہ بھی ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

"مجھے صرف لڑکوں کے بارے میں معلومات چاہئیں۔۔۔ کہ وہ کہاں ہیں' کس ملک میں ہیں کون کون ہیں' ان کی تصویریں مل سکیں تو بہتر ہو گا۔ تم یہ چھوٹی سی جاب کرتی ہو کتنا کما لیتی ہو۔۔۔ میں تمہیں پورے ایک لاکھ پونڈ دوں گا۔۔۔"

امرحہ حیرت سے رک کر اسے دیکھنے لگی یہ کون تھا جو اتنی بڑی رقم دینے کو تیار تھا۔

"اگر چاہو تو زیادہ بھی دے سکتا ہوں۔۔۔"

"میں پولیس کو بلا لوں گی جناب!"

"دو لاکھ پونڈ۔۔۔ تین لاکھ پونڈ۔۔۔ جواب دو۔۔۔ جانتی ہو کتنے پیسے ہوئے ہیں یہ۔۔۔ تحمل سے میری بات سنو' تم جذباتی ہو کر بھاگ رہی ہو' تمہیں کچھ زیادہ کام نہیں کرنا صرف اتنا کہ وہ سب لڑکے اس وقت کہاں ہیں۔۔۔ کس کس ملک میں ہیں ان کے نام کیا ہیں۔۔۔ بس اتنا ہی اور اتنے سے کام کے اتنے پیسے۔۔۔ اتنے کہ تم ساری زندگی میں شاید ہی کما سکو گی۔۔۔"

"پہلے بچوں کو چھوڑ جاتے ہو پھر انہیں ڈھونڈتے اور خریدتے پھرتے ہو؟" امرحہ نے طنز سے کہا۔

اس نے بہت سکون سے امرحہ کے طنز کو سہا۔۔۔ "ہاں کچھ ایسا ہی ہے۔ لیکن اگر تم تھوڑا سا تعاون کر دو تو بہتر ہو گا۔۔۔"

"میں کسی بھی قسم کا تعاون نہیں کروں گی۔۔۔ جاؤ۔۔۔"

"چار لاکھ پونڈ۔۔۔"

"میں پولیس کو فون کرنے لگی ہوں۔۔۔" امرحہ نے فون نکال کر ہاتھ میں لیا۔

"پانچ لاکھ پونڈ۔۔۔"

امرحہ نے عاجز آ کر اس کی شکل کی طرف دیکھا اور نمبر ڈائل کرنے لگی۔ "تمہارا کام بہت آسان ہے تمہیں صرف یہ معلوم کرنا ہے کس لڑکے کی ماں کا نام مارگریٹ جوزف تھا۔"

امرحہ فون کان سے لگانا بھول گئی وہ اس انسان کی شکل دیکھ رہی تھی۔۔۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاءاللہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY